ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

ستمبر ۱۹۸۸ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

ماهنامہ

انصار اللہ

ربوہ

ستمبر ۱۹۸۸ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

پبلشر :- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر :- قاضی منیر احمد

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت :- دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس شمارہ میں

جلد نمبر ۲۹
شمارہ نمبر ۹

شرح چندہ

پاکستان ———— بیس روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ :- دو روپے

اداریہ

جرسِ بصیرت

۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو تاریخِ پاکستان میں ایک حادثہ پیش آیا جس میں پاکستان کے بڑے بڑے سرکردہ افراد کام آئے۔ اس حادثہ کی تصویرکشی کا ایک نظارہ تو بصارت نے دیکھا جس کے لئے ذرائع ابلاغ کوشاں تھے اور اس کی خاکہ کشی کا ایک پہلو وہ بھی تھا جو ہر چشمِ بصیرت کے لئے ایک طویل عرصے پر پھیلے ہوئے واقعات سے محسوس و مشہود تھا۔ میں حیران اور متفکر تھا کہ ع

بصارت کی اگر مانوں تو جھٹلاؤں بصیرت کو

اسی اثناء میں ایک جرسِ بصیرت نے مجھے چونکا دیا اور جنابِ ارشاد احمد حقانی صاحب کا مضمون میرے سامنے ہے۔ آپ "جنرل ضیاء الحق کا عہدِ اقتدار ..... ایک جائزہ" کے زیرِ عنوان لکھتے ہیں:۔

"سیاسی نظام، نفاذِ اسلام، خارجہ پالیسی اور فوجی عہدہ مقررہ مدت سے بہت زیادہ طویل عرصے تک اپنے پاس رکھنے کے حوالہ سے ان کی سوچ اور ان کے اقدامات کی ایک دوسری توجیہہ بھی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ جس سیاسی نظام کی بات اور حمایت کرتے تھے اس کا مقصد اسلام کی پیروی کے نام پر اور مغربی جمہوریت کی مخالفت کی آڑ میں ایک شخصی اور آمرانہ نظام نافذ کرنا تھا.....

..... آٹھ سال تک تو انہوں نے ملک میں انتخابات ہی نہیں کروائے اور جنگل کے قانون کے ذریعہ آمرانہ حکومت کی یہ بات کہ ان کی حکومت کے سخت اور "ہارش" اقدامات صرف سیاسی مخالفین تک محدود تھے اور حتی الوسع سختی اور تعذیب سے گریز کرتے تھے ان کے طرزِ حکومت کے آمرانہ مزاج کو تبدیل نہیں کرتی۔ کوئی مہذب اور جمہوریت کے لئے ادنیٰ سے ادنیٰ نرم گوشہ رکھنے والی حکومت سیاسی جماعتوں اور جمہوری اداروں کا وہ

حشر نہیں کرسکتی جو جولائی ۷۷ء سے فروری، مارچ ۸۵ء تک کیا گیا۔ صرف پی۔سی۔او ۸۱ء کا اجراء ایک ایسا اقدام ہے۔ صدر ضیاء الحق کی حکومت کے اسلام کی عدالتی اور سیاسی تعلیمات سے وابستگی کے دعووں کی نفی کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور صدر ضیاء الحق کی ذاتی منکسرالمزاجی اس نظام کی سنگینی اور آمرانہ نوعیت پر پردہ نہیں ڈال سکتی۔

پاکستان کی سیاسی تاریخ کا کوئی بھی مبصر جب ضیاء دور کا محاکمہ کرے گا تو ساڑھے آٹھ سالہ مارشل لاء کو ایک ایسا دور قرار دینے پر مجبور ہوگا جب ملک کا سیاسی ارتقاء پوری طرح روک دیا گیا۔ ۲ر مارچ ۱۹۸۵ء کے آر۔سی۔او کے ذریعہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں جو ترمیمات تجویز کی گئیں ۸ر ستمبر ۱۹۸۵ء کو قومی اسمبلی میں آٹھویں آئینی ترمیم کا مسودہ جس طرح پُراسرار اور قابلِ اعتراض انداز میں پیش کیا گیا اور جس طرح ارکان کی بے خبری اور لاعلمی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اسے عجلت میں منظور کروانے کی کوشش کی گئی اور آخرکار ۱۶ر اکتوبر کو جو ترامیم منظور کرائی گئیں قانون و دستور کا کوئی غیر جانبدار مبصر ان واقعات اور کوائف پر نظر ڈالے گا تو وہ انہیں پاکستان کی دستوری اور جمہوری تاریخ کے سیاہ ترین ادوار اور واقعات قرار دینے پر مجبور ہوگا۔ ہم ۱۷ر اگست کے حادثہ میں صدر ضیاء الحق کی ناگہانی اور المناک موت کے بعد اِس بات پر بے پناہ اطمینان کا اظہار کر رہے ہیں کہ مسلح افواج نے اقتدار پر قبضہ نہیں کیا اور جناب غلام اسحٰق خان نے قائمقام صدر کا عہدہ سنبھال لیا ہے۔ خود ہمارا اظہارِ اطمینان ہی ظاہر کرتا ہے کہ اس حوالہ سے قوم اندیشہ ہائے دُور و دراز کی گرفت میں آرہی تھی اور ہر شخص متفکر تھا کہ شخصی آمریت کے گیارہ سالوں کے بعد جن کے دَوران تمام اختیارات فردِ واحد کے ہاتھ میں مرتکز رہے ہم پھر فوجی آمریت اور مارشل لاء کی گرفت میں تو نہیں چلے جائیں گے ..... حال اور مستقبل کے حکمرانوں کو ان کی غلطیوں سے سبق حاصل کرکے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ بیسویں صدی کے اس ربع آخر میں بلکہ آخری عشرہ میں شخصی امنگوں اور ذاتی مزعومات کی بنیاد پر نت نئے سیاسی تجربات کرنے کا کوئی جواز نہیں خواہ ان کے لئے نام اسلام کی سیاسی تعلیمات ہی کا کیوں نہ استعمال کیا جائے۔ یہ ملک کو ذاتی خواہشات کا اسیر بنانے کے ہم معنی ہے...

اپنے طویل دَورِ اقتدار کے باوجود صدر ضیاء ملک کو کسی اچھی سیاسی حالت میں چھوڑ کر نہیں گئے۔ صدر ایوب کا مارشل لاء اور عہدِ حکومت اگر جمہوری عمل کا ارتقاء

روکنے کا باعث ہوا تو صدر ضیاء کا عہد بھی ویسے ہی اثرات چھوڑ گیا ہے اور کسی طور اس کی تحسین کرنا ممکن نہیں۔"
(روزنامہ جنگ ۲۷ اگست ۱۹۸۸ء صـ۳)

پھر جناب ارشاد احمد حقانی صاحب رقمطراز ہیں:-

"مرحوم صدر نے اسلام کی سیاسی تعلیمات کا تذکرہ کیا بھی تو پارلیمانی نظام اور سیاسی جماعتوں کی نفی کرنے اور شخصی حکومت کی حمایت کرنے کے لئے کیا اندریں حالات اپنے طویل دورِ اقتدار میں سیاسی شعبہ میں اسلام نافذ کرنے کا کریڈٹ دینے کی کوئی بنیاد ہمیں قطعاً نظر نہیں آتی.....

.....یہی وجہ ہے کہ آج کوئی بھی شخص یہ کہنے کی پوزیشن میں نہیں کہ پاکستانی معاشرہ وسیع تر مفہوم میں گیارہ سال پہلے کے مقابلہ میں زیادہ اسلامی بن چکا ہے اور سیاست و حکومت کے دائروں میں اس کی حالت ماضی کے مقابلہ میں بہتر اور اسلامی تعلیمات کے قریب تر ہے۔ یہ امر کہ صدر ضیاء الحق نے اپنی موت سے صرف تین روز پہلے اسلام کے نظامِ عدل و احسان کے نفاذ کا وعدہ کیا اس حقیقت کی صداقت کی بیّن دلیل ہے کہ گذرے ہوئے گیارہ سالوں میں وہ ان خطوط پر پیش قدمی نہ کر سکے تھے جن پر وہ اب کرنا چاہتے تھے بلاشبہ مرحوم صدر کے عہد میں نفاذِ اسلام کا تذکرہ اور چرچا بہت ہوا لیکن دورِ حاضر کے تقاضوں سے مطابقت رکھنے والی کوئی ٹھوس اور قابلِ ذکر اور نتیجہ خیز پیش رفت سیاسی و سماجی و معاشی دائرے میں ممکن نہ ہو سکی۔ اگر بعض پہلوؤں سے بات کچھ آگے بڑھی تو دوسرے بہت سے پہلوؤں سے رجعت قہقری ہوئی اور اسلام کی انقلابی تعلیمات نظر انداز ہو کر رہ گئیں۔ نفاذِ اسلام کے لئے جو ادارے قائم کئے گئے ان کا کوئی اثر معاشرہ پر نہیں پڑا اور نہ وہ کسی بڑی تبدیلی کا ذریعہ بن سکے۔ اسلام کے نام پر نعرہ بازی اور سیاست تو بہت ہوئی لیکن عملی نتائج بہت محدود رہے۔"

(روزنامہ جنگ ۲۸ اگست ۱۹۸۸ء صـ۳)

اسی طرح روزنامہ نوائے وقت ۲۴ اگست ۱۹۸۸ء اپنے اداریہ صـ۳ میں قوم کی اسی دُکھتی رگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے لکھتا ہے:-

"ملک میں یقیناً ایک ایسا طبقہ موجود ہے جسے جمہوریت کی بحالی اور سول ہاتھوں میں اقتدار کی منتقلی سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اِس طبقے کا ساتھ وہ عناصر بھی دے رہے ہیں

جنہیں اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے غیر جمہوری ماحول درکار ہوتا ہے اور وہ مارشل لاء یا آمرانہ دور میں بہتر طور پر زیرِ زمین سرگرمیوں کو جاری رکھ سکتے ہیں جبکہ جمہوری اور سیاسی عمل جاری ہو تو یہ عناصر بہت جلد بے نقاب ہو جاتے ہیں اور انہیں اپنے مذموم عزائم کی تکمیل میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس ملک کی بدنصیبی یہ بھی ہے کہ یہاں شروع ہی سے ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنہیں مملکتِ خداداد پاکستان کا قیام ایک آنکھ نہیں بھایا اور انہوں نے اپنی زندگی کی آخری آرزو کے اظہار میں کبھی تحمل سے بھی کام نہیں لیا کہ (خدانخواستہ) پاکستان ٹوٹ جانا چاہیئے۔

یہ عناصر اندر رہی اندر قومی اتحاد اور یک جہتی کی بنیادیں کھوکھلی کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور جب کبھی ملک میں مارشل لاء نافذ ہوتا ہے تو سب سے زیادہ انہیں خوشی ہوتی ہے کیونکہ ان کا کام آسان ہو جاتا ہے۔

.... ۱۹۷۷ء کے مارشل لاء نے بھی ملکی اور قومی یک جہتی کے رشتے کمزور کرنے میں جو کردار ادا کیا ہے وہ سب کی نظروں کے سامنے ہے۔ اس مارشل لاء کے نتیجے میں چھوٹے صوبے شدید احساسِ محرومی سے دوچار ہیں اور ان جذبات کو ایک مقصد کے تحت بھڑکانے میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی اور بعض طبقوں کی محرومیوں اور حقوق کی پامالی پر خونیں احتجاجی تحریکیں بھی چلائی گئی ہیں۔ اِس مارشل لاء کا ایک ثمر یہ ہے کہ مختلف لسانی۔ نسلی۔ علاقائی گروہ باہم دست و گریباں ہیں اور ایک پاکستانی دوسرے پاکستانی کا خون کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا..... ضرورت اِس امر کی ہے کہ آئین کی بالادستی اور قائم مقام سِول حکومت کے استحکام پر قوم کی ساری توانائیاں صرف کر دی جائیں۔ مسلح افواج نے قومی تاریخ میں پہلی بار سیاست و حکومت میں مداخلت سے گریز کا مظاہرہ کیا ہے اور ملک کے اندر اور باہر ہر جگہ ان کے کردار کی توصیف کی جا رہی ہے۔"

قوم کے ایک بے لوث ہمدرد حضرت امام جماعتِ احمدیہ نے باوجود جماعتِ احمدیہ کے ظلم و ستم کا نشانہ بننے کے اور ہر طرح کے حقوق سے محرومی کے اپنے سینہ بریاں میں قوم کے درد کے الاؤ کو محسوس کیا ہے اور اپنے تازہ ترین خطبہ فرمودہ مورخہ ۱۹ راگست ۱۹۸۸ء میں اپنے دل کی آواز سے مخاطب ہوتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:۔

"ہمارا فرض ہے کہ ہم ..... ان پر صورتِ حال واضح کر کے جہاں تک ممکن ہے ان کی بھلائی

ان پر واضح کریں۔ ان کی بدی کو بھی ان کے اُوپر ظاہر کر دیں تاکہ وہ آنکھیں کھول کر اقدام کرنے کے اہل ہو سکیں ..... اس میں سوائے قوم اور ملک کی بھلائی کے میرا اور کوئی مقصد نہیں۔ یہ جو واقعہ ظاہر ہؤا ہے اس میں دو پہلو ہیں۔

عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ

کہ بسا اوقات تم سمجھتے ہو کہ ایک بہت ہی مکروہ بات ظاہر ہوئی لیکن اس میں خیر کا پہلو موجود ہوتا ہے۔ ایک پہلو سے دیکھیں تو یہ ایک قومی سانحہ ہے اور رات کی طرح بھیانک اور تاریک ہے۔ پاکستان کی فوج کے چوٹی کے دماغ اس ہوائی جہاز کے ساتھ اُڑ گئے ہیں اور ان کے ساتھ ایک ایسا سفیر امریکہ کا بھی لقمۂ اجل بنا جو ان کی انٹیلی جنٹ کے مانے ہوئے تجربہ کار لوگوں میں سے تھے۔ تو جہاں تک دُنیاوی سیاست کا تعلق ہے ایک بہت بڑا سانحہ ہے اور بہت ہی بڑا نقصان ہے ..... اس کے نتیجہ میں بہت سے خاندان ہیں جن کو دُکھ پہنچے ہیں جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں ان کے دُکھوں میں ہم اُن کے شریک ہیں۔ ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہؤا ہے۔

لیکن ایک اور پہلو سے دیکھیں تو اس واقعہ کا دوسرا رُخ طلوعِ فجر سے ملتا جُلتا ہے ..... اِس لئے یہ وقت بہت ہی نازک ہے اور قوم کے سربراہوں کو خوب اچھی طرح اِس صورتِ حال کا تجزیہ کرنا چاہیئے اور پُھونک پُھونک کر اس میدان میں قدم رکھنا چاہیئے آج اگر یہ موقع ہاتھ سے جانے دیا گیا تو ہو سکتا ہے اس گیارہ سالہ رات کے بعد ایک اور لمبی رات اس قوم پر مسلّط کر دی جائے .....

پہلی بات خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ جب تک بیرونی غلامی کی زنجیروں کو ہم نہیں توڑتے ہم نہیں آزاد ہو سکتے۔

..... پاکستانی فوج کی اکثریت محبِّ وطن ہے اور قوم کے لئے فوج کو اپنی نفرت کا نشانہ بنانا جائز نہیں کیونکہ اگر قوم پاکستانی فوج کو اپنی آنکھیں بند کر کے اپنی نفرت کا نشانہ بناتی رہے گی تو دشمن کے ہاتھ مضبوط کرے گی اور فوج میں یہ احساس پیدا کرے گی کہ ہم اپنے ہی ملک میں خطرات میں گھِرے ہوئے ہیں۔ جس وقت ہم طاقت سے باہر نکلیں گے ہماری قوم ہم سے اِنتقام لے گی اور جُوں جُوں یہ احساس فوج میں بڑھتا

چلا جائے گا آپ کے آزاد ہونے کے امکانات دُور تر ہوتے چلے جائیں گے ......

امرِ واقعہ یہ ہے کہ غلام ملکوں کو ان کی اپنی فوجوں کے ذریعے مزید غلام بنایا جاتا ہے۔ ایک ہاتھ سے آزادی دی جاتی ہے اور دوسرے ہاتھ سے آزادی چھین لی جاتی ہے اور ان کی اپنی فوجوں کو ان پر مسلّط کر دیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی بھیانک شکل ہے جس شکل کو خوب کھول کر پاکستانی راہنماؤں کو اپنی فوج کے سامنے رکھنا چاہیئے ....

.... جنہوں نے بچانا تھا وہ اگر قابض ہو چکے ہوں تو بچائے گا کون۔ اِس لئے فوجوں کی غلامی جو غریب ملکوں پر مسلّط کی جاتی ہے اس سے بچنے کی بظاہر کوئی صُورت نظر نہیں آتی۔ اس کی شکل بالکل ایڈز جیسی بیماری سے ملتی جُلتی ہے۔

ایڈز بیماری جس کا آجکل بڑا چرچا ہے بیرونی جراثیم جسم کے دفاعی نظام پر قابض ہو جاتے ہیں اِس لئے جب خطرہ کی گھنٹی بجتی ہے تو وہ خود خطرہ ہیں خود اپنے لئے۔ دفاع ان کے قبضہ میں ہوتا ہے وہ اس دفاع کو اپنے خلاف حرکت میں آنے نہیں دیتے۔ دفاع ان کے کنٹرول میں آجاتا ہے۔

اِس لئے یہ بہت ہی خطرناک شکل ہے جو بدقسمتی سے تیسری دُنیا کا مقدر بنی ہوئی ہے۔ ان پر فوجیں مسلّط کی جاتی ہیں ..... یہ وہ ہلاکت ہے جس سے بڑھ کر کوئی ہلاکت متصوّر نہیں ہو سکتی ..... اگر ایسا ہی نسخہ ہے یہ اعلیٰ درجے کا تو اِس نسخے کو اپنی خرابیاں دُور کرنے پر کیوں استعمال نہیں کرتے۔ کیوں صدروں کے انتخاب پر اتنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ ارب ہا ارب ڈالر ضائع کر رہے ہو تمہیں چاہیئے کہ تم فوج کو اپنے اُوپر مسلّط کر لو۔ سب بیماریوں کا حل ہے اور سب گندگیاں اس سے دُور ہو جائیں گی۔ کالے اور سفید کے جھگڑے اس سے دُور ہو جائیں گے۔ سارے تمہارے مسائل آنِ واحد میں ختم ہو کر نیست و نابود ہو جائیں گے اور تم آزادی کا دَم لوگے کہ اچھا ہماری فوج جو صاف ستھری اور پاکیزہ عناصر پر مبنی ہے وہ ہم پر مسلّط ہو گئی ہے۔ آزاد ملک اِس نسخے کو استعمال نہیں کرتے۔ یہ بات ہمارا سیاستدان نہیں سمجھتا اور اِس بات کو ان کے مُنہ پر نہیں مارتا نتیجتاً سیاست میں آزادی کا بحران پیدا ہو جاتا ہے ..... جب زندگی کے سفر کا پہلا قدم یہ ہے کہ دو آقاؤں کی بالادستی کو تسلیم کئے بغیر آپ آگے نہیں بڑھ سکتے اور پہلے قدم میں آپ نے تسلیم کر لیا تو قوم

کی آزادی کی باتیں کرنے کا آپ کو کیا حق ہے ؟ پھر کس طرح آپ قوم کو یہ وعدے دے سکتے ہیں کہ ہم آئیں گے تو ہم تمہیں ہر قسم کے مصائب سے ہر قسم کے دُکھوں سے آزاد کر دیں گے۔

.....اس لئے صورتِ حال کو خوب اچھی طرح کھولنا چاہیئے یعنی کھول کر دیکھنا چاہیئے۔ اس کا تجزیہ کرنا چاہیئے اور سیاسی پالیسی اقتدار میں آنے سے پہلے بننی چاہیئے اور عوام النّاس کے سامنے اس کو خوب کھول کر بیان کرنا چاہیئے کہ اس مصیبت میں قوم گرفتار ہے ..... اگر صحیح تجزیہ ہو جائے تو بعض دفعہ معمولی سی کوشش سے بیماری دُور ہو جاتی ہے۔ اِس لئے مَیں قوم کے سیاستدانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اِس صورتِ حال کو سمجھیں اور اس کا صحیح علاج تجویز کریں۔ یہ بھی غلط ہے کہ ہم امریکہ سے نجات پانے کے لئے عوام النّاس میں امریکہ کے خلاف اشتعال انگیزی کریں اور نفرت پھیلائیں۔ عالمی سیاست میں ہمارا ایک مقام ہے اسے ہمیں بھولنا نہیں چاہیئے اور وہ کمزوری کا مقام ہے۔ عالمی سیاست میں ہم یہ اختیار نہیں رکھتے کہ ایک کو دشمن سمجھیں اور دوسرے کو دوست سمجھیں اگر ہم عقل سے کام لیں گے تو دونوں دوست ہو سکتے ہیں اور اگر عقل سے کام نہیں لیں گے تو دونوں دشمن ثابت ہوں گے۔ عالمی سیاست پر MIGHT IS RIGHT کا قانون ہے۔ طاقت کا قانون جاری ہے کوئی رحم و کرم کا قانون یہاں نہیں چلتا۔ اِس حقیقت کو سمجھ کر آپ کو اپنے لئے آئندہ راہیں معیّن کرنی ہوں گی اور اس سے بہتر وقت آج جو وقت آیا ہے اس سے بہتر آپ کو کبھی نصیب نہیں ہو سکتا۔.....

عوام النّاس کو بھڑکا کر کسی ایک بڑی طاقت کے خلاف نفرت پیدا کرنا اور بظاہر اس سے ٹکّر لینا یہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے .....ہمیں حکمت کے ساتھ اس سے معاملہ کرنا ہوگا اس وقت تک امریکہ کو دوست رکھا جا سکتا ہے اِسی طرح روس کا حال ہے۔ اسی طرح ہندوستان کا حال ہے۔ اِن تین بڑی طاقتوں میں ہم گھرے ہوئے ہیں اور کوئی محض جذباتی طور پر آپ کا دوست نہیں ہے نہ ہوگا۔ کبھی ان تینوں طاقتوں میں سے کسی ایک کو دشمن بنانا پاکستان کے حق میں اچھا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اِس لئے سوائے اس کے اور کوئی ذریعہ نہیں کہ امریکہ سے کہیں ــــ اگر تم چاہتے ہو کہ ہمارے تعلقات تم سے درست ہوں تو ہم تمہارے دشمن نہیں بنیں گے یہ ہم تم کو یقین دلاتے ہیں۔ اِس لئے بھی

یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے پاس چارہ ہی کوئی نہیں۔ ہم تمہارے دشمن بن سکتے ہی نہیں۔ بے اختیار قوم ہے بے چاری۔ سو طرح کی احتیاجیں ہیں تمہارے ساتھ! تمہیں کیوں وہم ہے کہ سیاست اُوپر آگئی تو تمہاری دشمن ہو جائے گی۔ دشمن ہو نہیں سکتی۔ ہمارے حالات کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان تینوں بڑی طاقتوں کے دوست بنے رہیں اِس لئے ہم تم پر خوب واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اگر تم ہمارے اندرونی معاملات میں دخل اندازی بند کر دو تو ہماری طرف سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ بہتر تعلقات کے امکانات ہیں بدتر تعلقات کا کوئی امکان نہیں۔ لیکن خوب اچھی طرح یاد رکھیں کہ اگر غلطی سے ان کو یہ احساس دلایا گیا جیسا کہ دلایا جاتا ہے بعض اوقات کہ تم ہمارے دشمن ہو تم نے ہمیں غلام بنایا ہم .... تمہارے ساتھ تعلقات ختم کرلیں گے اور روس کی طرف چلے جائیں گے تو یہ ساری کھوکھلی باتیں ہوں گی۔ نقصان کے سوا اس سے آپ کو کچھ نہیں پہنچے گا کیونکہ روس کی طرف اگر جانا بھی چاہیں تو روس آپ کو ہندوستان کے مقابل پر قبول نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے فیصلہ کرنا ہے یا ہندوستان کو اختیار کرے یا آپ کو اختیار کرے کیونکہ آپ دونوں کے درمیان تو کوّے اور غلیلے کا سا بَیر ہے۔ جس طرح ایک نیام میں دو تلواریں نہیں آسکتیں اس وقت ایک دوستی کے دائرے میں سرِ دست ہندوستان اور پاکستان اکٹھے نہیں ہو سکتے اِس لئے مجبوراً روس کو اختیار کرنا ہوگا کسی ایک کو اور جہاں تک ترجیح کا تعلق ہے وہ ہندوستان کو ترجیح دے گا اِس لئے امریکہ سے دوستی توڑ کر آپ کا یہ خیال کہ ہندوستان سے روس بچالے گا یہ بالکل ایک باطل خیال ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ آپ بے دوست ہو جائیں گے۔ پھر بے سہارا ہو جائیں گے اور دوسری طرف اس کے اَور نقصانات بھی ہوں گے ..... دو انتہائیں آپ کی قوم میں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک RIGHTEST کہلاتے ہیں ایک LEFTEST کہلاتے ہیں اور بالآخر قوم دو نیم ہو جاتی ہے.....

پولارائزیشن تیسری دُنیا کے ممالک کے لئے ایک زہرِ قاتل ہے اور نہایت ہی مہلک چیز ہے اِس لئے نفرت خواہ روس کے خلاف پھیلائی جائے خواہ امریکہ کے خلاف پھیلائی جائے قوم کو بانٹ دے گی اور قوم کے لئے بالآخر نہایت مہلک ثابت ہوگی۔ اس وقت یکجہتی کی ضرورت ہے ایک قومی حکومت کی ضرورت ہے۔ قومی سیاست کی ضرورت ہے۔ پہلے تھوڑا

پاکستانی پاکستانی کے خلاف بٹا ہوا ہے کہیں کوئی سندھی ہے کہیں کوئی بلوچی ہے کہیں پنجابی کہیں پٹھان! پھر ذاتوں میں بٹا ہوا ہے۔ پھر فرقوں میں بٹا ہوا ہے۔ پھر سیاسی تصورات میں پہلے ہی کئی قسم کے تصورات میں بٹا ہوا ہے۔ پھر فوجی۔غیر فوجی میں بٹا ہوا ہے۔ پھر مہاجروں۔غیر مہاجر میں بٹا ہوا ہے۔ اتنے رخنے ہیں ہماری وحدت میں کہ ان رخنوں پر اضافہ کرتے ہوئے قوم کو مزید رخنوں میں مبتلا کرنا اور قوم کے درمیان مزید فاصلے پیدا کرنا ہمارے لئے لازماً ہلاکت کا موجب بنے گا۔ اس لئے آپ ایسی جستجو کریں کوئی ایسے طریق اختیار کریں کہ قوم اکٹھی ہونے کی باتیں شروع کرے اور ایک وحدت پر جمع ہونے کے خیالات کو فروغ ملے۔ یہ سب سیاستدانوں کی ذمہ داری ہے خالی ۱۶ نومبر کا انتظار تو کوئی انتظار نہیں۔

..... ایسا ایک تضاد پیدا پاکستان کی سیاست میں کہ اُٹھے تھے عوام کے پلیٹ فارم سے اور فوج کی چھت سے لٹک گئے اور دعویٰ یہ کیا کہ ہم ڈیما کریسی کی آزادی یعنی جمہوریت کی آزادی کے علمبردار ہیں۔ اگر عوام نے چُنا تھا تو عوام کے پلیٹ فارم پر کھڑا رہنا چاہیئے تھا اور ہرگز طاقت حاصل کرنے کی خاطر کسی قسم کی کوئی مفاہمت نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ دو ٹوک فیصلہ کرنا چاہیئے تھا ہم عوام کے انتخاب پر آئے ہیں بلا مشروط طاقت لیں گے اور اگر نہیں دیں گے بلا شرط طاقت تو ہم واضح کرتے ہیں عوام پہ ہمیں اپنی ذات کے لئے کوئی طاقت نہیں چاہیئے۔ اگر یہ فیصلہ اس وقت ہو جاتا تو جو واقعات بعد میں رُونما ہوئے ہیں ہرگز رونما نہ ہوتے۔ کئی قسم کی مصیبتیں جو بعد میں پاکستان پر پڑیں وہ ہرگز نہ پڑتیں.....

فوج کی رائے عامہ کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ کھُلے کھُلے بیانات کے ذریعے، اخبارات کے ذریعے یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ ہماری فوج کی اکثریت وفادار ہے۔ ہماری فوج کی اکثریت آج بھی ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہے جب بھی ملک کے مفاد کا تقاضا ہو گا کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی ..... فوج کو بتائیں ..... تمہیں پتہ ہی نہیں کہ عالمی سیاست میں ہو کیا رہا ہے۔ تم غیر قوموں کے آلۂ کار بن گئے ہو۔ تمہیں پتہ نہیں کہ تم کس لئے کیا کر رہے ہو۔ تمہاری ڈائریکشن نہیں رہی۔ کوئی تمہارا رُخ معیّن نہیں ہے اور آنکھیں بند کر کے بیرونی طاقتوں کے آلۂ کار بنتے ہوئے اپنے وطن پر تم مسلط ہو گئے ..... جس فوج کو غیر قوموں کے تسلّط سے بچانے کے لئے قائم

کیا گیا تھا اور ساری قوم تمہیں خون کھلاتی ہے اِس وجہ سے کہ تم غیروں کے تسلّط سے محفوظ رکھو اسی پر تم خود مسلّط ہو گئے۔ فوج کا ضمیر آج بھی زندہ ہے اس کو جھنجھوڑیں تو سہی .... یہ آواز اگر باہر سے اُٹھے گی تو فوج میں مداخلت پیدا کرے گی اگر فوج کے اندر سے اُٹھنی شروع ہوئی تو یہ آواز فوج کو آزادی کا احساس دلائے گی، اپنی ذمّہ داریوں کا احساس دلائے گی۔ اس نعرے کے خلاف نفرت اور مداخلت پیدا نہیں ہوگی .....

عوام کو گلیوں میں نہ نکالیں تاکہ ان کا خون ہو۔ کوئی ضرورت نہیں ہے ہمیں اتنی بڑی قربانیاں دلوانے کی عوام سے! وہ پہلے ہی مظلوم اور مارے ہوئے ہیں۔ بیچارے ستم رسیدہ ہیں۔ ان کو کہاں آپ اپنی فوج سے ٹکراتے رہیں گے۔ عقل سے کام لیں۔ تحمّل سے کام لیں۔ معاملات کا صحیح تجزیہ کریں۔ ان کو سمجھائیں یہ کچھ ہو رہا ہے اور مذاکرات کریں امریکہ سے بھی اسی روشنی کے ساتھ مذاکرات کریں ..... آپ کا ہمسایہ ایک بڑا طاقتور ہمسایہ ہے جو ساتھ جُڑا ہوا ہے امریکہ آپ سے بہت دُور ہے وہ چاہے بھی تو اس وقت آپ کی مدد کو نہیں پہنچ سکے گا ..... اِس لئے رُوس کے ساتھ ہمارا جو قُرب ہے جغرافیائی اُس کا یہ نتیجہ نکل رہا ہے اس ملک کو بھی ہم دشمن نہیں بنا سکتے۔ امریکہ کو صاف بتانا پڑے گا کہ تمہاری خاطر ہم کوئی ایسی پالیسی اختیار نہیں کریں گے کہ جس کے نتیجہ میں ہمارا یہ بڑا طاقتور ہمسایہ ہمارا دشمن بن جائے۔

اپنی سوچ میں پختگی پیدا کریں۔ بلوغت پیدا کریں اور اِس بات سے بے نیاز ہو جائیں کہ آپ اس دفعہ طاقت میں آتے ہیں کہ نہیں۔ اگر تمام سیاسی لیڈر M.R.D کے نیچے یا کسی اور جھنڈے کے نیچے اکٹھے ہو کر پختہ سوچ کے ساتھ ان امور کو فوج کے سامنے رکھیں۔ ٹھنڈے دل کے ساتھ مذاکرات کی شکل میں امریکہ کے سامنے رکھیں۔ روس کے سامنے رکھیں تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ایک عظیم الشّان صبح پاکستان کے لئے طلوع ہوگی۔ پاکستان کے اندر بنیادی طور پر وہ قوّت موجود ہے یعنی انسانی قوّت وہ موجود ہے جس میں لامتناہی ترقیات کے عناصر موجود ہیں۔ اِس لئے ہمیں دعا بھی کرنی چاہیئے۔"

امام الکلام

خدا کے تازہ بتازہ نشانوں میں عجیب لذّت ہے

.....سو میری یہ تمام شکایت خدا تعالیٰ کے جناب میں ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے میرے حق میں فیصلہ کرے گا کیونکہ میں مظلوم ہوں۔

درحقیقت دین وہی دین ہے جس کے ساتھ سلسلہ معجزات اور نشانوں کا ہمیشہ رہے تا اس دین کے پَیرو کو بہت آسانی اور سہولت سے سمجھ آجائے کہ خدا موجود ہے لیکن جس دین میں خدا کے نشانوں کے ذکر کرنے کے وقت صرف قصّوں کا حوالہ دیا جاتا ہے اس کے ذریعہ سے خدا کی معرفت کیونکر حاصل ہو؟ دوستو!! خدا کے تازہ بتازہ نشانوں میں عجیب لذّت ہے۔ اس لذت کی کیفیت ہم کیونکر بیان کر سکتے ہیں۔ وہ کس قدر ایمان کی ترقی کا وقت ہوتا ہے جب کہ خدا کوئی غیب کی خبر ہمیں بتلا کر ثابت کرتا ہے کہ مَیں موجود ہوں اور ساتھ کسی مشکل کو حل کر کے ظاہر کرتا ہے کہ مَیں قادر ہوں اور ہمارے دشمن کو ہلاک کر کے اپنی وحی سے ہمیں مطلع کرتا ہے کہ مَیں تمہارا مؤید اور مددگار ہوں اور ہمارے دوستوں کی نسبت ہماری دعائیں قبول کر کے ہمیں اطلاع دیتا ہے کہ میں تمہارے دوستوں کا دوست ہوں۔

دشمنوں میں سے نمونہ کے طور پر میں بیان کرتا ہوں کہ آریوں میں سے لیکھرام نام ایک شخص اُٹھا اور توہین اور تکذیب میں حد سے زیادہ گذر گیا۔ آخر میرے خدا نے اس کی ہلاکت کی مجھے خبر دی تب وہ ایک ایسے شخص کے ہاتھ سے مارا گیا جس کا آج تک پتہ نہ ملا کہ وہ کون تھا!

(روحانی خزائن جلد ۲۳ (چشمہ معرفت) صفحہ ۳۳۴، ۳۳۵)

○

ہر ایک شخص کا صدق اُس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔
(حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

کلام الامام

صداقت اور حق بھی بڑی قوت ہے

"اُس شخص سے بڑھ کر جُرأت اور جسارت کسی آدمی میں ہو سکتی ہے جس کا قلب ایمان کانشنس غرض تمام قوائے نفسانی اسس کو کلّی یقین اور اطمینان دلادیں کہ تُو صادق ہے۔ اب اسس اطمینانِ قلبی کی لازمی خاصیّت یہ ہے کہ وہ صادق میں ایک مخصوص فوق العادۃ قوّت اور زور پیدا کر دیتا ہے اور اُس کے جذباتِ روحانی میں اس قسم کی شدید و حدید حرارت موجود ہو جاتی ہے کہ موجودات اور کائنات کی قوای طبعی سے کوئی قوّت، و وجود اُسس (صادق) کے دل میں ہیبت انگیز مغلوب کرنے والا رُعب نہیں ڈال سکتا بلکہ اس کے صدق کا جوشِ کوہِ مقناطیس کی طرح ضعیف مخلوق کے قوای کے جہاز کو اپنی طرف منجذب کر لیتا ہے۔ یہی وجدانی اور کیفی دلائل ایسے ہوتے ہیں جو منطقی اور فلسفی دلائل سے بڑھ کر دائمی اثر سامعین کے قوٰے پر کرتے ہیں کیونکہ یہ دلائل اس سرچشمۂ فطرت (نیچر) سے اخذ کئے جاتے ہیں جو کم و بیش ہر انسان میں ودیعت رکھی گئی ہے اور اِسی لئے فطرتِ انسانی اُس کے فعل و انفعال پر بہت جلد آمادہ ہو جاتی ہے۔ یہ اَور بات ہے کہ بہت سے قسی القلوب مغشوش الفطرت انسان اس پر کان بھی نہیں دھرتے مگر عموم صحیح المزاج، سلیم الفطرت اُسس بوق کی سریلی پُر معنی آواز کی طرف بڑے شوق سے بے اختیار دوڑے چلے جاتے ہیں۔

..... دیکھو قرآن میں کیسے کیسے وعدے نصرت و امداد کے موجود ہیں۔ ایک مسکین اور غریب گروہ کو کثیر التعداد امراء اور رؤساء اور سپہ سالاروں کے سامنے پھر ان کے مذہب اور بُت پرستی اور رسوماتِ باطلہ کے مقابلے خالص خدا پرستی اور نئے اور عمدہ رسوم کی خوبی کا بیان، پھر یہ صرف جھانسا اور مصنوعی دعوٰی ہی نہیں بلکہ اس کی صداقت اور سچائی تمام دُنیا آنکھ سے دیکھ سکتی ہے ہنسی اور مسخرہ پن کرنے والوں کا نام و نشان عرب میں نہ رہا۔ عداوت و شقاق خواب و خیال ہو گئے۔"

(فصل الخطاب حضرت حکیم حافظ نورالدین صاحب صفحہ ۳۳۸ - ۳۴۵)

عربی منظوم کلام

إِذَا قَلَّ دِيْنُ الْمَرْءِ قَلَّ قِيَاسُهٗ   وَمَنْ يُّؤْمِنَنْ يُرْشِدْهُ عَقْلٌ مُّطَهَّرُ

جب دین میں کوتاہی آجاتی ہے تو انسان کی عقل ماری جاتی ہے اور جو مومن ہوتا ہے اس کی پاک عقل راہنمائی کرتی ہے

وَإِنِّيْ أَرٰى فِيْ خَبْطِ عَشْوٰى عُقُوْلَكُمْ   تَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْهَمُ الْمُتَفَكِّرُ

مَیں تو تمہاری عقلوں کو بھٹکتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ تم ایسی باتیں کہتے ہو کہ عقلمند اُن کو نہیں سمجھ سکتا

وَإِنِّيْ أَرَاكُمْ فِيْ ظَلَامٍ دَائِمٍ   وَمَا فِيْ يَدَيْكُمْ مِّنْ دَلِيْلٍ يُّنَوِّرُ

مَیں تم کو ہمیشہ کی تاریکی میں دیکھ رہا ہوں۔ تمہارے ہاتھوں میں ایسی کوئی دلیل نہیں ہے جو روشن ہو

وَوَاللّٰهِ يَأْتِيْ وَقْتُ تَصْدِيْقِ كَلِمَتِيْ   وَيُبْدِيْ لَكَ الرَّحْمَانُ مَا كُنْتَ تُضْمِرُ

خدا کی قسم میری باتوں کی صداقت ظاہر ہونے والی ہے اور جو تیرے دل میں ہے خدا ظاہر کرنیوالا ہے

مَقَامِيْ رَفِيْعٌ فَوْقَ فِكْرِ مُفَكِّرٍ   وَقَوْلِيْ عَمِيْقٌ لَّا يَلِيْهِ الْمُصَعِّرُ

میرا درجہ سوچنے والے کے فکر سے بلند تر ہے اور میرا سخن ایسا عمیق ہے کہ تنگدل اس کی تہہ کو نہیں پہنچ سکتا

إِذَا قَلَّ عِلْمُ الْمَرْءِ قَلَّ اعْتِقَادُهٗ   وَمَا يَمْدَحَنْ حُسْنًا ضَرِيْرٌ مُّعَذَّرُ

جب انسان کی عقل کوتاہ ہوجاتی ہے تو اعتقاد بھی کوتاہ ہوجاتا ہے اور اندھا معذور تو حُسن کی تعریف نہیں کر سکتا

أَلَا رُبَّ مَجْدٍ قَدْ يُرٰى مِثْلَ ذِلَّةٍ   إِذَا مَا تَعَالٰى شَأْنُهُ الْمُتَسَتِّرُ

بہت سے ایسے کمالات ہیں جبکہ ان کی پوشیدہ شان ظاہر ہوتی ہے تو محض ذِلّت معلوم ہوتی ہے

أَلَمْ تَعْلَمَنْ أَنِّيْ جَرِيٌّ مُّبَارِزٌ   وَإِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ فَبَارِزْ فَنَحْضُرُ

کیا تُو نہیں جانتا کہ مَیں بہادر جنگجو ہوں۔ اگر تُو شک میں ہے تو میدان میں آ ہم بھی آتے ہیں

(دُرِّ ثمین عربی صفحہ ۲۰، ۲۱)

فارسی منظوم کلام

چشم بند و ز غیر و داد دہد در سرِ یار سر بباد دہد

وہ شخص غیر کی طرف سے آنکھیں بند کر لیتا ہے اور انصاف کرتا ہے اور دوست کے خیال میں اپنا سر قربان کر دیتا ہے

ایں ہمہ جوشِ حرص و آز و ہوا ہست تا ہست مرد نابینا

حرص، لالچ اور طمع کا یہ سب طوفان اسی وقت تک ہے جب تک کہ آدمی اندھا ہے

چشمِ دل اندکے چو گردد باز سرد گردد بر آدمی ہمہ آز

لیکن جب دل کی آنکھ تھوڑی سی بھی کھُل جائے تو آدمی کی تمام حرص ٹھنڈی پڑ جاتی ہے

اے رسن ہائے آز کردہ دراز زیں ہوس ہا چرا نیائی باز

اے وہ کہ جس نے لالچ کی رسیاں لمبی کر رکھی ہیں کیوں تُو اس ہوس پرستیوں سے باز نہیں آتا

دولتِ عمر دم بدم بزوال تو پریشاں بفکرِ دولت و مال

عمر کی دولت ہر گھڑی گھاٹے میں ہے لیکن تُو مال و دَولت کی فکر میں پریشان ہے

خویش و قوم و قبیلہ پُر ز دغا تو بریدہ برائے شاں ز خدا

رشتہ دار، قوم اور کنبہ سب دھوکے باز ہیں لیکن تُو نے اُن کی خاطر خدا سے تعلق توڑ رکھا ہے

ہست آخر باں خدا کارت نہ تو یار کسے نہ کس یارت

آخر اسی خدا سے تجھے کام پڑے گا نہ تو تُو کسی کا یار ہے اور نہ کوئی تیرا یار ہے

(دُرِّ ثمین فارسی صفحہ ۳۳، ۳۴)

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعتِ احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ رجولائی ۱۹۸۸ء بمقام لندن

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: جلسہ سالانہ سال بھر کے انتظار اور لمبی تیاریوں کے بعد جب آتا ہے تو تیزی سے نکل جاتا ہے اور پتہ ہی نہیں لگتا لیکن شامل ہونے والوں کو لمبا عرصہ تک اس کی لذت اور روحانی تجارب یاد رہتے ہیں۔ کئی ایسی دعاؤں کی توفیق ملتی ہے جن کو دعا کرنے والا محسوس کرتا ہے کہ مقبول ہو گئیں۔ الغرض کئی برکتیں ہیں جو نازل ہوتی ہیں اور لمبا عرصہ ساتھ چلتی اور اولاد کے لئے بھی باقی رہتی ہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے الٰہی منشاء کے مطابق جلسہ کا نظام جاری فرمایا۔ جلسہ کے بابرکت ہونے کے لئے بہت دعائیں کیں اور اُس دن سے آج تک ہم بحیثیتِ جماعت یہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ جلسہ کی برکات سے مقیم اور آنے والے مہمان اپنے اپنے رنگ میں فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

فرمایا: اِس جلسہ پر خصوصیت کے ساتھ جشنِ تشکر کے پروگرام پر بھی غور ہوئے اور جلسہ کے بعد ایک لمبی مجلس کا آغاز ہؤا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جشنِ تشکر کا سال آنے میں اب صرف نو، دس ماہ کا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ دُنیا کے سامنے ہم نے اِس سال میں جماعت کی کارگزاری پیش کرنا ہے لیکن ابھی تک بہت سے منصوبوں پر کام شروع نہیں ہؤا۔

حضورِ انور نے مختلف، بدلتے ہوئے حالات اور متوقع امکانات کا ذکر فرمایا کہ میں نے دو سال قبل منتظمین پر واضح کر دیا تھا کہ ہم نے سب حالات کو سامنے رکھ کر کام کرنا ہے اور رضائے مولیٰ کو اپنی رضا کے تابع کئے بغیر کام کرنا ہے۔ چونکہ ہمیں علم نہیں کہ اس کی رضا کیسی ہو اِس لئے ہر پہلو سے کام کرتے رہیں اور رَابِطُوْا کے مفہوم کے مطابق ہر امکان کے لئے ہمہ وقت تیار اور چوکس رہیں اور دعائیں کریں کہ اے خدا ہم جیسے تیری رضا دیکھنا چاہتے ہیں تو اسی طرح اپنی رضا کو ظاہر فرما۔

فرمایا: پاکستانی جماعتیں تیار رہیں اور اپنے اپنے علاقوں میں کام کریں۔ ربوہ والے بھی تیار رہیں

اور جشنِ تشکر کے جماعت کے عالمی مرکز ربوہ میں ہونے کا اہتمام کریں اور اگر وہاں نہ ہو سکے تو اس کے لئے بھی ذہنی طور پر تیار رہیں۔ جو لازمی اخراجات ہیں وہ کریں اور جو احتیاطی تیاری ہے وہ رکھیں۔
فرمایا: مجھے جماعت کے اخلاص سے تو ڈر نہیں مگر اپنے ملک کی بعض رسموں سے ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں خدا کی خاطر منائے جانے والے جشن پر اثر انداز نہ ہو جائیں۔ وہ خرچ ضرور بچائیں جس کا بچانا ضروری ہے لیکن وہ نہ بچائیں جس کے بچانے سے مہمان کے لئے شکوہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ اِن دونوں انتہاؤں میں رہتے ہوئے اہلِ ربوہ جشن کی تیاری کریں۔ اللہ آپ کے اخلاص میں برکت دے اور آپ کی رسمیں آپکے اخلاص کو مَیلا نہ کریں۔

حضورِ انور نے ابتہال کے لغوی معنوں کی وضاحت کے بعد فرمایا کہ قرآن نے یہاں جو مضمون اُٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ وہ خدا کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیتے ہیں۔ فرمایا ہر چیز داؤ پر لگانے کے بعد جو دَرد اُٹھتا ہے اس کا آنسوؤں سے تعلق ہے۔ اس میں گریہ وزاری اور عاجزی کے ساتھ دعائیں کرنے کا مضمون ہے۔ پس آپ جس طرح بھی اپنے دل کو نرم کر سکتے ہیں کریں اور جب بھی دل میں کوئی درد پیدا ہو اُسے مباہلہ کے درد میں منتقل کر دیا کریں۔ اس طرح آپ کا مقابلہ ایک ایسے دشمن سے ہوگا جس میں عجز و انکسار اور خدا سے دعا کا ایک لفظ بھی نہیں۔ پس سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلّل کریں اور اِس حال میں یہ سال گذاریں پھر دیکھیں کہ خدا کی تقدیر کیسے کیسے نشان دکھاتی ہے۔ اِس لئے اگلی صدی سے پہلے خدا سے نشان کے مطالبے کریں تا کہ خدا کے جلال و جمال کے جلووں کے ساتھ آپ اگلی صدی میں داخل ہوں۔ یہ صدی فیصلہ کُن ہو۔ پھر ہم اگلی صدی میں داخل ہوں۔ اور پھر ان قوموں اور ملکوں کی طرف متوجہ ہوں کہ جن کی فتح کے لئے ازسرِ نَو بہت سے کام کرنے والے ہیں۔ فرمایا اِسی لئے اِن دو امور کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کی برکتوں کو دوام بخشنے کی کوشش کریں اور جس حد تک اپنے اور اپنی اولاد کے اندر اِن برکتوں کو جاری کر سکتے ہیں جاری کریں اور دوسرا یہ کہ مباہلہ کو عظیم الشان نشان بنانے کے لئے جس ابتہال کی ضرورت ہے اُس کو اپنا لیں تا کہ ہم آئندہ سال ایک عظیم الشان فتح کی صدی کا استقبال کرتے ہوئے داخل ہوں۔ اللہ ہمیں اِس کی توفیق دے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲؍ اگست ۱۹۸۸ء بمقام لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ الحجر کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:۔

وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۝ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ۝

فرمایا: اِن آیات میں دو مضامین بیان ہوئے ہیں اوّل یہ کہ بعض لوگ لازماً اللہ کے بھیجے ہوؤں سے استہزاء کا سلوک کرتے اور اُن پر ایمان نہیں لاتے۔ ان کا یہ رویّہ ہی ان کا مقدر بنا دیا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اِس قسم کے لوگوں کے ساتھ خدا کی ایک سُنّت جاری ہوتی ہے اور وہ یہ کہ ایسے لوگ خدائی قہر سے بچا نہیں کرتے۔ اِن دونوں مضامین پر حضورِ انور نے قرآن کریم کی متعدد آیات کے ذریعہ روشنی ڈالی اور بتایا کہ سُنّت الاوّلین میں ان کی بد اعمالی پھر انکار اور پھر بد انجام شامل ہے۔

فرمایا: گذشتہ خطبہ میں مَیں نے احبابِ جماعت کو تحریک کی تھی کہ قوم کی اکثریت کے ایمان لانے کی دعا کریں مگر خدا نے رات ایک رؤیا دکھا کر مجھے میری غلطی کی طرف متوجہ کیا ہے کہ نشانات دیکھ کر قومیں ایمان نہیں لایا کرتیں کیونکہ ایمان کا تعلق نشان نمائی سے نہیں بلکہ خدا کے فضل کے ساتھ ہے۔ اِس رؤیا کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا کہ مَیں نے دیکھا کہ کچھ انگریز احمدی بیٹھے ہیں ان میں سے ایک مجھے کہتا ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کسی تحریک کا آپ نے "HISTORY REPEATS IT SELF" جو ترجمہ کیا ہے وہ مجھے درست نہیں لگتا کیونکہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو ضرور دہراتی ہے اور خدا تعالیٰ مجرموں کو ضرور سزا دیتا ہے۔ کچھ دوسرے انگریز میری تائید میں بولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مطلب بالکل صحیح ہے، اِس موقع پر یہی محاورہ استعمال ہونا چاہیئے تب مَیں اُسے سمجھاتا ہوں کہ دُنیاوی محاورہ ایک سچی بات ہے جس سے ابہام پیدا کر دیا گیا ہے کیونکہ بہت سے لوگ اِس محاورہ کو سُنتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ گویا تاریخ بعینہٖ اپنے آپ کو دُہراتی چلی جاتی ہے اور کوئی نئے نقوش دُنیا میں ظاہر ہی نہیں ہوتے۔ مگر حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بدکرداروں اور مجرموں کے حق میں خدا کی سُنّتوں میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کر سکنے کا ذکر کر کے اِس محاورہ میں ایک نئی جان ڈال دی ہے۔ یہ ہسٹری بہرحال اپنے آپ کو دُہرائے گی۔ اس سے میری تائید میں بولنے والوں کے چہرے خوشی سے کھِلکھلا اُٹھتے ہیں جب کہ پوچھنے والے کے چہرے پر اِس طرح بشاشت تو نہیں مگر لگتا ہے کہ وہ میری بات سمجھ گئے ہیں۔

فرمایا: اِس رؤیا سے مجھے یہ خیال آیا کہ اِس مضمون کو بیان کرتے ہوئے آپ کو دعا کی طرف

متوجہ کروں کیونکہ یہ انذاری رؤیا ہے اور مطلب ہے کہ جس قوم کو ہم نے مباہلہ کی دعوت دی ہے بدقسمتی سے اس کے مقدر میں خدا کی ناراضگی کا دن دیکھنا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اس رنگ میں مجھے یہ پیغام نہ دیتا کہ مجرموں کو خدا ضرور سزا دے گا۔ ان آیات پر غور کرتے ہوئے انسان کا ذہن اِدھر بھی منتقل ہوتا ہے کہ مومنین کے لئے کہیں بھی قرآن میں ہلاکت کا لفظ استعمال نہیں ہؤا خواہ وہ غلطی سے ہی ایمان لانے والے ہوں۔ پھر خدا کی رحمت اور اس کی شان ہے کہ ایمان لانے والا اگر سچے دل سے ایمان لاتا ہے تو اس کے لئے کوئی ہلاکت نہیں بلکہ ہلاکتیں صرف تکذیب کرنے والوں کے لئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قانونی حربوں کے ذریعہ معصوم احمدیوں پر ظلم و ستم ڈھانے کا ذکر کر کے بتایا کہ میں نے آغاز میں ہی متنبّہ کر دیا تھا کہ اگر یہ باز نہ آئے تو خدا کی تقدیر اسے مباہلہ قبول کرنے کے مترادف بنائے گی اور یہ سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔ فرمایا کہ ان میں خدا کا کہیں ذکر نہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح ہم اپنی ایک تقدیر ظاہر کریں گے جبکہ مومن کا ردِّعمل تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ "لو دشمن خود اپنے دام میں آگیا" مگر وہ جسے خدا کی تقدیر پہ ایمان نہ ہوا اور وہ مذہب کو کھیل بنا رہا ہو اس کا ردِّعمل وہی ہونا چاہیئے جو ہمارے مخالفین کا ہے کہ مباہلہ کا قصہ چھوڑو کہاں خدا اِس وجہ سے حرکت میں آکر قوموں کو سزا دیا کرتا ہے ہم خود سزا دے کر بتائیں گے کہ خدا کون ہے۔ مگر مجھے کامل یقین ہے کہ اب ان کا مقابلہ خدا کے ساتھ ہے کیونکہ احمدیوں کو سزائیں دے کر بتایا جا رہا ہے کہ تمہیں خدا کی عدالت تک پہنچنے کا بھی کوئی حق نہیں۔ اِس لئے رات کی رؤیا نے میرا دِل ہلا دیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ سزا ان کا مقدر بن گئی ہے لازمًا اِن میں سے ایک طبقہ عبرت کا نشان بنے گا۔

فرمایا: یہ تعجب اور تنبیہہ کی ایک بات ہے کہ جس طرح پہلے مخالفین نے کھلم کھلا نشان دیکھ کر کہا تھا کہ ہماری تو آنکھوں پہ جادو کر دیا گیا ہے بعینہٖ یہ بات مولویوں کی طرف سے اسلم قریشی کی بازیابی پر دُہرائی گئی ہے کہ احمدیوں نے اسلم قریشی کو پولیس کے ذریعہ مسمرائز کرایا اور یہ سب جادو کا قصہ ہے حقیقت کوئی نہیں۔

پس یہ کلامِ الٰہی کی باتیں ہیں جو قدیم زمانہ کے قصوں کو دُہرائے جا رہا ہے اور جنہیں دیکھنے کے باوجود لوگ اندھے ہو جاتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ تاریخ اپنے آپ کو دُہرا رہی ہے۔ پس یہ میری غلطی تھی کہ میں نے آپ سے کہا تھا کہ دعا کریں کہ اللہ ایسے نشان دکھائے کہ بکثرت لوگ ایمان

لے آئیں اس تحریک کو منسوخ سمجھیں کوئی معنیٰ نہیں اس کے۔ کیونکہ اگر نشان دیکھ کر قومیں ایمان لایا کرتیں تو انبیاء کی تاریخ بالکل مختلف ہوتی۔ کسی قوم کو ایمان لانے کی توفیق صرف دعا کے ذریعہ مل سکتی ہے۔ عرب کی قوم کب معجزوں کو دیکھ کر ایمان لائی تھی وہ تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ایمان لائی تھی۔ اِس لئے دعا کریں کہ "اے خدا پھر وہی معجزہ دکھا جو تُو نے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آپؐ کی خاطر دکھایا تھا۔ ہم بھی تو آپؐ کا ہی کاروبار اور سلسلہ ہیں۔ ہماری عزّت یا رُسوائی کا سوال نہیں اس نبیؐ کی دعا کی قبولیت کی شان کو ایک دفعہ پھر ظاہر فرما دے۔ اُسی کی برکت اور پیار کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اِس دفعہ پھر یہ معجزہ دکھا کہ اِن کے دل بدل جائیں اور یہ ہدایت پا جائیں ہمیں ان کے عذاب میں خوشی نہیں ان کی ہدایت میں خوشی ہے۔"

پیارے آقا کا محبّت بھرا اسلام

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور تمام احبابِ جماعت کو محبّت بھرا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

کہتے ہیں۔

رپورٹ انٹرنیشنل مجلسِ شوریٰ

منعقدہ ۲۵-۲۶ جولائی ۱۹۸۸ء بمقام اسلام آباد یو۔ کے

جلسہ سالانہ یو۔ کے اگلے روز اسلام آباد میں جماعت احمدیہ کی عالمی مجلسِ شوریٰ کا انعقاد ہوا جس کی کارروائی دو روز یعنی ۲۵ اور ۲۶ جولائی تک جاری رہی۔ کُل تین سیشنز (SESSIONS) ہوئے جن میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سارا وقت تشریف فرما رہے۔ مرکزی نمائندگان کے علاوہ دُنیا کے ۴۵ ممالک سے ۲۴۶ مرد اور ۱۲ خواتین نمائندوں نے اس میں شرکت کی۔

۲۵ جولائی کو صبح دس بجے تلاوت و دعا کے ساتھ اس کا آغاز ہوا اور محترم سلطان محمود انور صاحب محترم چوہدری حمید اللہ صاحب اور محترم مبارک احمد ساقی صاحب نے سال ۱۹۸۷ء کی شوریٰ کے فیصلوں پر عمل درآمد کے سلسلہ میں اپنی اپنی رپورٹیں پیش کیں۔ بعدازاں سیکرٹری شوریٰ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نے حضورِ انور کے ارشاد پر تمام وہ تجاویز پڑھ کر سنائیں جو ایجنڈا میں شامل نہیں کی گئیں۔ اس کے بعد دو سب کمیٹیوں کا تقرر عمل میں آیا۔ اس موقع پر مکرم ہبتہ النور صاحب امیر جماعتِ احمدیہ ہالینڈ نے حضورِ انور کی معاونت کی توفیق پائی۔ ان کمیٹیوں میں سے ایک کا تعلق تعلیمی اور تربیتی امور سے اور دوسری کا دعوتِ الی اللہ اور تصنیف و اشاعت سے تھا۔ ان کا اجلاس دوپہر کے کھانے کے وقفہ کے دوران ہوا۔ پہلی کمیٹی میں سترہ ممبران تھے۔ حضورِ انور مکرم احمد سعید جبریل صاحب مربی انچارج طوالو کو اس کا صدر اور مکرم بشیر احمد رفیق صاحب کو سیکرٹری مقرر فرمایا۔ دوسری کمیٹی میں چوبیس ممبران تھے جس کے لئے حضورِ انور نے مکرم برادر مظفر احمد ظفر صاحب آف امریکہ کو صدر اور مکرم مبارک احمد ساقی صاحب کو سیکرٹری مقرر فرمایا۔

ظہر و عصر کی نمازوں کے بعد پہلی سب کمیٹی کے صدر مکرم احمد سعید جبریل صاحب نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے ایجنڈا کی اُن تجاویز پر کمیٹی کی سفارشات پیش کیں جو اِس کمیٹی کے ذمہ تھیں اور

پھر اس کے بعد ہرشق پر الگ الگ غور ہوتا رہا۔ ابھی یہ سلسلہ جاری تھا کہ رات آٹھ بجے شوریٰ کا یہ دوسرا سیشن اختتام پذیر ہؤا۔ دوسرے سیشن میں حضورِ انور کی معاونت کی سعادت مکرم حسین قذقی صاحب آف کویت کے حصہ میں آئی۔ اس کے بعد نمائندگان کے اعزاز میں ڈنر دیا گیا حضورِ انور نے بھی از راہِ شفقت اس میں شرکت فرمائی۔ ڈنر کے بعد ایک احمدی امریکن دوست نے اپنے دو چھوٹے بچوں کے ساتھ مارشل آرٹ شو پیش کیا۔

۲۶ جولائی کو شوریٰ کا تیسرا اور آخری سیشن صبح دس بجے شروع ہؤا اور پہلی سب کمیٹی کی بقیہ سفارشات پر غور شروع ہؤا۔ اس کے بعد دوسری سب کمیٹی کے صدر مکرم برادر مظفر احمد ظفر صاحب نے اپنی رپورٹ اور سفارشات پیش کیں۔ اس رپورٹ کے پیش ہونے پر متعلقہ تجاویز پر الگ الگ غور شروع ہؤا اور مختلف نمائندگان نے ہر تجویز پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس سیشن میں حضورِ انور نے مکرم داؤد ذکریو صاحب آف بینن کو معاونت کے لئے سٹیج پر طلب فرمایا مجلسِ شوریٰ کے دوران حضورِ انور بالعموم ہر تجویز پر نمائندگان کی آراء کے بعد اپنے قیمتی ارشادات اور ہدایات سے نوازتے رہے۔ آخر پر دعا کے ساتھ اس شوریٰ کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں جو زیادہ نہیں وہ دو رکعت ہی پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع مل جاوے گا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور سچے جوش سے نکلتی ہیں جب تک ایک خاص سوز اور دردِ دل نہ ہو اس وقت ایک شخص خوابِ راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے۔ پس اس وقت کا اُٹھنا ہی ایک دردِ دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا میں رقّت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے لیکن اگر اُٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے لیکن جبکہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہؤا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھ کر ہے جو بیدار کر رہا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کثرت سے نوافل ادا کرتے آپ آٹھ رکعت نماز نفل اور تین وتر پڑھتے۔ کبھی ایک ہی وقت میں ان کو پڑھ لیتے اور کبھی اس طرح سے ادا کرتے کہ دو رکعت پڑھ لیتے اور پھر سو جاتے اور پھر اُٹھتے اور دو رکعت پڑھ لیتے اور سو جاتے۔ غرض سو کر اور اُٹھ کر نوافل اس طرح ادا کرتے۔"

(الحکم اپریل ۱۹۰۲ء، فتاویٰ مسیح موعود ص۱)

ترقّی کے ایک نئے دَور کا آغاز

سیّدنا حضرت امام جماعتِ احمدیہ کے پہلے دَورۂ مشرقی افریقہ میں مصروفیات

کا

اجمالی ذِکر

سیّدنا حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۸۸ء بروز ہفتہ بذریعہ ۳، ۴ PF قریباً چھ بجے نیروبی (کینیا) میں ورود فرما ہوئے۔ نائبین سیّدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں سے کسی خلیفہ کا مشرقی افریقہ کا یہ پہلا دَورہ ہے۔

جماعتِ احمدیہ کی پہلی صدی کے آخری سال میں اس اِلٰہی سفر میں ترقی کے ایک نئے دَور کا آغاز ہو رہا ہے۔ حضورِ انور کے ہمراہ اِس سفر میں حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ مدظلّہا العالی کے علاوہ مکرم چوہدری مبارک احمد ساقی صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر، مکرم نصیر احمد صاحب قمر پرائیویٹ سیکرٹری، مکرم مبارک احمد ساہی صاحب، مکرم ملک اشفاق احمد صاحب، مکرم مقصود احمد منان میاں صاحب، مکرم مقصود احمد بٹ صاحب اور مکرم حیات بٹ صاحب لندن سے نیروبی پہنچے۔ قبل ازیں مکرم میجر محمود احمد صاحب اور مکرم نذیر احمد صاحب ڈار ضروری انتظامات کے سلسلہ میں مشرقی افریقہ پہنچ چکے تھے۔

سیّدنا حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۶ اگست ۱۹۸۸ء بروز جمعہ ایئر فرانس ۸۱۷ ۵½ بجے سہ پہر لندن سے روانہ ہو کر آپ CDG ایئرپورٹ پر پہنچے۔ V.I.P لاؤنج میں مکرم سیف اللہ خان صاحب امیر جماعتِ احمدیہ فرانس، مکرم شمس تیجو صاحب اور مکرمہ خدیجہ صاحبہ نے حضورِ انور سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ جماعتِ احمدیہ فرانس کی طرف سے اِس موقع پر سیّدنا حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور قافلہ کے ممبران کو کھانا پیش کیا گیا۔

نیروبی ایئرپورٹ پر مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب امیر و مشنری انچارج جماعتِ احمدیہ کینیا، مکرم عثمان کاکوریا صاحب جنرل سیکرٹری، مکرم محمد افضل بٹ صاحب صدر جماعتِ احمدیہ نیروبی، مکرم مظفر احمد صاحب بھٹی اور دیگر احباب نے جہاز کے قریب جاکر حضورِ انور کا استقبال کیا۔ بعد ازاں V.I.P لاؤنج میں کینیا نیوز ایجنسی، کینیا ٹائمز اور وائس آف کینیا ٹی۔وی سروس کے نمائندوں نے حضورِ انور کا انٹرویو لیا۔ حضورِ انور نے ان کے سوالات کے جواب میں فرمایا کہ یہ آپ کا پہلا دورہ ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ کینیا میں سب سے پہلے جماعتِ احمدیہ کا رابطہ ۱۸۹۵ء میں ہوا۔ وی۔آئی۔پی لاؤنج میں حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کا استقبال مکرمہ اہلیہ صاحبہ جمیل الرحمٰن صاحب رفیق اور مکرمہ صفیہ چوہدری صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کینیا نے کیا۔ بعد ازاں حضورِ انور ایئرپورٹ سے باہر تشریف لائے جہاں احبابِ جماعت ایک لائن میں ایستادہ تھے۔ حضورِ انور نے تمام حاضر احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا اور پھر قافلہ کاروں کے ذریعہ ۷ ½ بجے مکرم قریشی عبدالمنان صاحب کے مکان پر پہنچا جہاں حضورِ انور اور بیگم صاحبہ کے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ شام چار بجے حضورِ انور بذریعہ ہوائی جہاز ممباسہ ایئرپورٹ پر پہنچے جہاں V.I.P. لاؤنج میں کینیا نیوز ایجنسی کے نمائندہ نے حضورِ انور کا انٹرویو لیا۔ حضورِ انور نے ایئرپورٹ پر موجود احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ بعد ازاں حضورِ انور ایئرپورٹ سے باہر تشریف لائے تو وہاں احبابِ جماعت نے سواحیلی زبان میں پُرجوش نعرہ ہائے تکبیر، احمدیت زندہ باد اور انسانیت زندہ باد وغیرہ کے نعروں سے استقبال کیا۔ حضورِ انور نے تمام احباب کو شرفِ مصافحہ سے نوازا اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ نے خواتین کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ جہاں سے قافلہ ٹریولرز بیچ ہوٹل پہنچا جہاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور ممبرانِ قافلہ کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ ہوٹل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ۵ ½ بجے بیتِ رحمٰن کے لئے روانہ ہوئے جہاں تقریباً ساڑھے پانچ صد افرادِ جماعت موجود تھے سب نے حضورِ انور کو اَھْلاً وَّ سَھْلاً وَّ مَرْحَبًا اور نعرہ ہائے تکبیر سے استقبال کیا۔ ظہر و عصر کی نمازوں کے بعد مجلسِ عرفان شروع ہوئی جو سات بجے تک جاری رہی۔ سات بجے نمازِ مغرب و عشاء کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل واپس تشریف لائے جہاں جماعت کی طرف سے استقبالیہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ ۸ ½ بجے حضورِ انور استقبالیہ میں تشریف لائے۔ سب سے پہلے مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا بعد ازاں تلاوتِ قرآن کریم سے کارروائی کا آغاز ہوا۔ مکرم عبداللہ حسین جمعہ علی صاحب مربی سلسلہ نے تلاوت کی انہوں نے سورۃ الحجرات کے آخری رکوع سے تلاوت کی اور اس کا انگریزی میں ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب امیر و مشنری انچارج کینیا نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مختصر تعارف کروایا اور پھر حضورِ انور

نے مختصر خطاب کے بعد حاضرین کو سوالات کی دعوت دی۔ ممباسہ کے سابق قاضی مکرم علی شیخ صاحب نے اس اجلاس کی صدارت کی۔ انہوں نے حضور سے خاتم النبیین کے مفہوم اور امام مہدی کے ظہور سے متعلق سوالات کئے جن کا حضورِ انور نے مفصّل جواب ارشاد فرمایا۔ رات گیارہ بجے یہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔ اِس استقبالیہ میں مکرم اسسٹنٹ ہائی کمشنر انڈیا، ٹاؤن کلرک، کینیا نیوز ایجنسی کے نمائندے اور بعض دیگر معززین نے شرکت کی۔ ۲۸۔ اگست کو ہوٹل کے مینجر صاحب جناب دلیپ سنگھ نے حضورِ انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ پونے نو بجے صبح حضورِ انور مشن ہاؤس اور بیت السبوح ممباسہ کے لئے روانہ ہوئے اور پھر باقاعدہ اجلاس منعقد ہوُا جس میں تلاوتِ قرآن کریم مکرم معلم مکرانی صاحب نے کی۔ بعد ازاں مکرم معلم رمضان سلمان صاحب نے اپنی سواحیلی نظم نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سُنائی جس میں حضورِ انور کو خوش آمدید کہا گیا تھا۔ بعد ازاں یہ مجلس مجلسِ عرفان میں تبدیل ہو گئی اور حضورِ انور نے حاضرین کو سوالات کی دعوت دی اور ان کے مفصّل اور پُر معارف جوابات ارشاد فرمائے۔ مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب نے مجلسِ عرفان کے دَوران انگریزی سے سواحیلی زبان میں نہایت خوش اسلوبی سے رواں ترجمہ کے فرائض انجام دئے۔ رات کے اجلاس میں حاضرین کی تعداد ساڑھے چار صد سے زائد تھی۔ مجلسِ عرفان کے اختتام پر اجتماعی بیعت ہوئی۔ اِس موقع پر کُل باون افراد نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ ان میں چودہ بالغ مرد، تیرہ مستورات اور پچیس بچے اور بچّیاں شامل تھے۔ اجتماعی بیعت کے آخر پر دعا ہوئی۔ ممباسہ میں بہت دُور دُور سے احبابِ جماعت اپنے پیارے آقا کی زیارت اور شرفِ ملاقات حاصل کرنے اور آپ کی مقدّس اور بابرکت صُحبت سے فیضیاب ہونے کے لئے آئے تھے ان میں سے بعض احبابِ جماعت ۷۰ میل کا سفر طے کر کے آئے۔ اِن میں تقریباً یکصد افراد ایسے تھے جو دس دس میل کے فاصلہ سے پیدل یہاں پہنچے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی بیعت اور دعا کے بعد تمام حاضر مَردوں اور بچّوں کو شرفِ مصافحہ بخشا اور مکرم بشیر احمد اختر صاحب مربّی سلسلہ ممباسہ ساتھ ساتھ ہر ایک کا تعارف کرواتے رہے۔ مَردوں سے ملاقات کے بعد حضور خواتین کی طرف تشریف لے گئے اور انہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہنے کے بعد مشن ہاؤس کے دفتر میں اس علاقہ کے معلّمین سے خصوصی ملاقات فرمائی اور انہیں بیش قیمت ہدایات اور ارشادات سے نوازا۔ ½ ۱۱ بجے ممباسہ سے قافلہ کاروں کے ذریعہ نیروبی کے لئے روانہ ہوُا۔ ممباسہ کے قیام کے دَوران مقامی پولیس حضورِ انور کے عملہ کو ESCORT کرتی رہی۔ ممباسہ سے نیروبی آتے ہوئے راستہ میں حضورِ انور

نے برلبِ سڑک کولولو کے مقام پر جماعتِ احمدیہ کی تعمیر شدہ بیت الذکر کے پاس کچھ دیر رُک کر جماعت کے احباب کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ یہ پہلی بیت الذکر ہے جو جماعتِ احمدیہ نے وقارِ عمل کے ذریعہ خود تعمیر کی ہے۔ اِس جماعت کے صدر نے آگے بڑھ کر حضورِ انور کو خوش آمدید کہا۔ تقریباً ۱ ½ بجے ایک مقام پر کچھ دیر کے لئے دوپہر کا کھانا کھانے کے لئے رُکے۔ سٹیٹو آنڈی کے مقام پر حضورِ انور نے نمازِ ظہر و عصر پڑھائیں۔ شام چھ بجے قافلہ بخیریت ممباسہ سے نیروبی پہنچ گیا۔ نمازِ مغرب و عشاء بیت الذکر احمدیہ نیروبی میں ادا کی گئیں۔ نمازوں کے بعد حضورِ انور بیت الذکر میں ہی تشریف فرما رہے اور احباب سے کینیا کے ابتدائی احمدیوں بالخصوص رفقاء حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے متعلق دریافت فرمایا کہ جس کسی دوست کو معلومات ہوں مجھے بتائے۔ مختلف احباب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ تاریخی نوعیت کے لئے یہ ریکارڈ محفوظ ہونا چاہیئے۔ اِس غرض کے لئے نوجوانوں پر مشتمل ایک کمیٹی بھی آپ نے تشکیل فرمائی جو پُرانے احمدیوں سے اور ایسے احباب سے جنہیں کینیا میں احمدیت کی ابتدائی تاریخ اور ابتدائی اصحاب کے بارے میں علم ہے معلومات حاصل کر کے ریکارڈ میں لانے کی ذمّہ داری پوری کرنا ہوگی۔ اِس موقع پر حضورِ انور نے حاضرین کے بعض سوالات کے جوابات بھی ارشاد فرمائے۔ رات تقریباً ۱۰ ½ بجے یہ بابرکت مجلس اختتام پذیر ہوئی ⁂

شعبہ وقفِ جدید انصاراللہ کے تحت درج ذیل امور ناظمینِ اضلاع و زعماء کرام کی فوری توجہ کے محتاج ہیں:۔

- ہر مجلس کو وقفِ جدید کے جہاد میں ضرور شامل کریں۔
- مجلس انصاراللہ کے ہر رکن سے چندہ وقفِ جدید وصول کریں اور تدریجی وصولی کو سَو فیصد بنائیں۔
- معاونین خصوصی صف اوّل اور صف دوم کی تعداد میں اضافہ کی کوشش کریں۔
- معلّمین وقفِ جدید کے لئے تجربہ کار اور مخلص ناصر و خادم کو وقف کرنے کی تلقین فرمائیں تا وہ مرکز میں معلّمین کی کلاس سے استفادہ کر کے جماعتوں میں دعوت و ارشاد اور تربیت کا کام کر سکے۔

امید ہے آپ اِن امور کے بارہ میں اپنی مساعی سے مرکز کو مطلع فرماتے رہیں گے۔

(قائد وقفِ جدید انصاراللہ مرکزیہ)

ایک تقابلی جائزہ

کیا ''راستی کی فتح'' نہیں وعدۂ خدا

(مکرم عبد السمیع خان صاحب اُستاذ الجامعہ)

اورینٹ پریس انٹرنیشنل کے مطابق اس وقت ایشیا اور افریقہ میں ۲½ لاکھ مغربی عیسائی مشنری کام کر رہے ہیں اور ۳۵ لاکھ مقامی عیسائی مبلغ ان کے دست و بازو بنے ہوتے ہیں۔

اِس وقت پوری دُنیا میں عیسائی مشنوں کے زیرِ انتظام ۱۵۸۰ ٹیلیویژن اور ریڈیو سٹیشن کام کر رہے ہیں اور ۲۱ ہزار اخبارات اور رسالے ان کی سرپرستی میں شائع ہو رہے ہیں ان میں سب سے کثیر الاشاعت ماہنامہ ''پلین ٹروتھ'' ہے جس کی جون ۸۵ء میں ۷۶ لاکھ ۱۷ ہزار کاپیاں شائع ہوئیں۔ یہ جریدہ سارا مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۹۸۵ء میں عیسائی مبلغین نے انجیل کے ۶ کروڑ ۴۰ لاکھ نسخے مفت تقسیم کئے۔

ورلڈ کرسچین انسائیکلوپیڈیا کے ایڈیٹر ڈیوڈ وارن کہتے ہیں کہ عالمِ اسلام میں عیسائیت کی نشر و اشاعت پر ۱۹۷۰ء میں ۷۰ بلین ڈالر اور ۱۹۸۰ء میں ۱۰۰ء۳ بلین ڈالر خرچ کئے گئے۔ ۱۹۸۵ء میں یہ اخراجات بڑھ کر ۱۲۷ بلین ڈالر تھے۔ اس برس مشنری اداروں کی سرمایہ کاری کا منافع ۷۵ بلین ڈالر رہا۔

عیسائیت کے اِس لاؤلشکر اور حیرت انگیز وسائل کے مقابلہ پر جماعتِ احمدیہ کے ہاتھ میں جو کچھ ہے وہ کسی شمار اور قطار میں نہیں ہے۔ مثلاً افرادی قوت کے پہلو سے دیکھئے تو ۲½ لاکھ عیسائی مرکزی مبلغین کے مقابل پر جماعتِ احمدیہ کے صرف ۶۲۵ مربیان میدانِ عمل میں مصروف ہیں اور مقامی مربیان اِن سے بھی کم ہیں۔

جماعت کے پاس اپنا کوئی ریڈیو یا ٹیلیویژن سٹیشن نہیں ہاں ۱۹۸۷ء میں ۷ ٹیلیویژن سٹیشنوں

سے جماعت کے پروگرام نشر ہو رہے تھے۔ اخبارات و رسائل کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے اور ان کی اشاعت بھی چند ہزار سے زیادہ نہیں۔ مالی میدان میں بھی کرنسی کے لحاظ سے احمدیت کو عیسائیت سے دُور کی نسبت بھی نہیں۔

اِس جائزہ پر نظر ڈالنے والا عیسائیت کے مقابل پر جماعتِ احمدیہ کو نہتا ہی قرار دے گا۔ ایک غریب اور کمزور اور ہر طرف سے دھتکاری ہوئی جماعت جو اپنے وطن میں بھی بے بس اور لاچار ہے یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ بالآخر عیسائیت کو کُلّی شکست دے کر دینِ حق کا بول بالا کرے گی۔ یہ دعوے بظاہر ایک مجذوب کی بڑ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا مگر وہ خدا جس نے اپنے ہاتھ سے یہ پودا لگایا ہے اس کو روز بروز نئی ترقیات سے نواز رہا ہے۔ مشکلات اور مصائب کے ہجوم میں جماعت کا آگے بڑھنے والا ہر قدم خدا تعالیٰ کا ایک زندہ نشان ہے۔

جماعتِ احمدیہ کی اس حقیر مساعی کو خدا تعالیٰ جس طرح قبول فرماتا ہے اس کا اندازہ اِس بات سے ہو سکتا ہے کہ گزشتہ کئی سال سے سالانہ بیعتوں کی تعداد گزشتہ سال سے دوگنی ہوتی تھی جبکہ ۸۷، ۸۸ء میں بڑھ کر تین گُنا ہو گئی ہے۔

پس سچ یہی ہے کہ جماعتِ احمدیہ کی دولت تیل اور پٹرول کے چشمے نہیں وہ پاک دل ہیں جو منوّر سینوں کے اندر دھڑک رہے ہیں۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ عیسائیت اتنے جاہ و جلال کے باوجود اگر کسی سے خوفزدہ ہے تو وہ جماعتِ احمدیہ ہے اور ساری دُنیا کی طاقتیں مل کر اس کو مٹانے کی کوششوں میں مصروف ہیں مگر ادھر سے ایک ہی جواب ہے کہ ہم غالب آنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور غالب آ کر رہیں گے۔

پس جماعتِ احمدیہ کے لئے حمد و شُکر کا موقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق اس جماعت کو آسمانی رُعب اور دبدبہ اور نصرت سے سرفراز فرمایا ہے اور اس کی کوششوں کو حیرت انگیز پھل لگا رہا ہے اور اس حمد و شکر کا عملی اظہار یہ ہے کہ پہلے سے بڑھ کر راہِ مولیٰ میں قربانیاں پیش کی جائیں جن کی ایک تازہ شاخ تحریک "وقفِ نَو" ہے۔ جماعت کو آئندہ سالوں میں ہزارہا واقفینِ زندگی کی ضرورت ہے جن سے اگلی صدی کے لوگوں نے فائدہ اُٹھانا ہے۔

پس اپنی اولادوں کو وقف کریں کہ جماعت کی ترقی کی رفتار اور تیز ہو اور تیز ہو اور عیسائیت جس طرح دلائل کے میدان میں شکست کھا چکی ہے اِس میدان میں بھی پوری طرح پسپا ہو جائے۔ (باقی صفحہ ۳۳ پر)

عالمِ عیسائیت کے بعض تنقیدی سوالات کا جائزہ

یونس نبی کا نشان

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے کسرِ صلیب کی تحقیق جب پیش کی تو پہلا استدلال یونس نبی کے نشان والے حوالے سے کیا۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا:-

"لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان ان کو نہ دیا جائے گا کیونکہ جیسے یوناہ تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابنِ آدم تین دن اور تین رات زمین کے اندر رہے گا۔"

اس کے بعد فرمایا:-

"انہوں نے (یعنی قومِ یونس نے) یوناہ کی منادی پر توبہ کرلی۔" (متی ۱۲/۴۰)

ایک دوسرے موقع پر اس نشان کو دہرایا اور فرمایا:-

"یوناہ کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔" (متی ۱۶/۴)

ظاہر ہے مشابہت دو باتوں میں ہے:-

۱- اوّل اس اعجاز میں مشابہت ہے جو یوناہ کے لئے ظاہر ہوا جیسے جس حالت میں یوناہ مچھلی کے پیٹ میں گیا اور نکلا فرمایا اسی طرح میرے ساتھ واقعہ پیش آئے گا۔ وہ زندہ گیا اور گہری بیہوشی کی حالت میں واپس لوٹا ایسے ہی میں زندہ جاؤں گا اور بے ہوشی کی حالت میں نکلوں گا۔

۲- جس طرح یوناہ کی قوم نے اس کی منادی پر توبہ کرلی اسی طرح بنی اسرائیل کا ایک بڑا حصہ انجام کار مجھ پر ایمان لے آئے گا چنانچہ دوسری جگہ فرمایا میری کھوئی ہوئی بھیڑیں میری آواز

سُنیں گی اور میری اُمت میں شامل ہو جائے گی۔ (یوحنا ۱۰/۱۶)

مسٹر اکبر مسیح کہتے ہیں کہ یہ مشابہت غلط ہے مشابہت صرف تین رات دن میں ہے۔

"مسیح نے یونس کے ساتھ صرف ایک بات میں اپنی مشابہت دکھلائی "تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں" یونس کا رہنا اور "تین رات دن زمین کے اندر" مسیح کا رہنا مشابہہ ہے۔" (ص ۱۹۱)

پہلے یہ عرض کر دوں کہ "تین رات دن" ترجمہ غلط ہے۔ انگریزی بائیبل میں "تین دن اور تین رات" ہے۔ آخری انگریزی ترجمہ ۱۹۸۵ء میں نیو یروشلم بائیبل کے نام سے شائع ہوا اس میں بھی "تین دن اور تین رات" ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر واحد مشابہت یہی ہے تو یہ تو پوری نہ ہوئی کیونکہ مسیح "ایک دن اور دو راتیں" زمین کے بطن میں رہے۔ تین دن کی بجائے ایک مکمل دن اور تین راتوں کی بجائے دو راتیں — فرمائیے! مشابہت کیسے ہو گئی؟ ظاہر ہے کہ مشابہت مدت یہ نہیں اس نادر معجزے میں ہے جو یونس نبی کے نشان سے وابستہ ہے یعنی یونس مچھلی کے پیٹ میں مرے نہیں بلکہ زندہ رہے اور زندہ تھے کہ اُگل دئے گئے۔ اسی طرح یہ معجزہ مسیح کے لئے مقدر تھا۔ یسعیاہ کی پیشگوئی میں آنے والے خادمِ خدا کے لئے اسی نشان کے ظہور کا ذکر ہے باب ۵۳ ملاحظہ ہو۔ آنے والے خادمِ خدا کے بارہ میں اِس مفہوم کی عبارت ہے۔ اسکی قبر دولت مندوں کے درمیان بنائی جائے گی لیکن وہ طویل عمر پائے گا اور اپنی نسل در نسل دیکھے گا۔ ظاہر ہے وہ مرنے سے بچایا جائے گا۔ علماء بائیبل چونکہ اصل مشابہت کو سمجھ نہیں سکے اِس لئے یونس کے نشان کے بارے میں ان کو سخت مشکل پیش آئی۔

۱۔ آبائے کلیسیا (مثلاً دوسری صدی کے جسٹن شہید) تفسیر کرتے وقت متی ۱۲/۴۰ کو نظر انداز کر دیتے اور آیت نمبر ۲۱ - ۲۲ سے استدلال کرتے یعنی جس آیت میں یونس سے مشابہت کا ذکر ہے اسے سرے سے ترک کر دیتے تھے۔

۲۔ چونکہ مدت والی مشابہت پوری نہیں ہوئی اِس لئے پیکس بائیبل کومنٹری کے پہلے ایڈیشن میں ہے کہ متی ۱۲/۴۰ یعنی یونس نبی سے مشابہت والا حوالہ دراصل ایک حاشیہ ہے متن کا حصہ نہیں ہے۔ پیکس بائیبل کومنٹری کے دوسرے ایڈیشن (۱۹۶۳ء) میں ہے۔ چونکہ جسٹن شہید نے متی ۱۲/۴۰ کا حوالہ نہیں دیا اسے نظر انداز کر دیا اس لئے یہ متی کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ بعد کا اضافہ ہے۔

۳۔ بعض نے کہا کہ مشابہت دو باتوں میں ہوسکتی تھی یعنی آیت ۴۰ میں یا ۴۱-۴۲ میں یعنی تین دن اور تین رات میں یا اِس امر میں کہ قوم ایمان لے آئی لیکن یہ وجہ مشابہت واضح نہیں (پیکس بائیبل کومنٹری متی ۱۲/۴۰ ایڈیشن ۱۹۶۳ء)

۴۔ پھر لکھا ہے۔ گو یہ متی کے الفاظ نہیں ہیں لیکن اِس امر سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ابتدائی عیسائیوں میں یونس سے مشابہت کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ متی کی طرف ۱۲/۴۰ کے الفاظ منسوب کئے گئے۔"

ظاہر ہے کہ سارا خلفشار "تین دن اور تین رات" کے الفاظ سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ مشابہت کا یہ حصّہ پورا نہیں ہوُا۔

عصرِ حاضر میں ایک نیا انکشاف ہوُا ہے کہ متی نے عبرانی زبان میں انجیل مرتّب کی تھی موجودہ انجیل یونانی ترجمہ ہے۔ عبرانی متن کیا تھا؟ آثار سے ملنے والے نصرانی انجیل کے بعض حوالوں میں یہ متن منکشف ہوُا ہے۔ اس انجیل میں تین دن اور تین رات کے الفاظ سِرے سے پائے نہیں جاتے بلکہ متی کے الفاظ یہ ہیں:-

"کیونکہ جیسے یوناہ مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابنِ آدم زمین کے اندر رہے گا۔"

اِس انکشاف نے فیصلہ کر دیا کہ مشابہت یونس نبی کے معجزہ میں ہے نہ مدّت میں۔ تین دن اور تین رات کے الفاظ ایک اضافہ ہے۔ اِس انکشاف کے لئے ملاحظہ ہو:-

NEW TESTAMENT APOCRYPHAL VAL-ONE BY E-HENNECKE P. 148

جرمن سکالر کرٹ برنا نے جان ریہان کے قلمی نام سے ۱۹۶۵ء میں مقدس کفن پر ایک کتاب لکھی اس کا نام ہے ING VEST ON JESUS CHRIST اس کے باب ۲۱ میں یونس نبی کے نشان کا تفصیلی ذکر ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت مسیح کے قول میں زور اِس امر پر ہے کہ مچھلی کے پیٹ میں جیسے یونس پر گذری اسی طرح میں زمین میں رہوں گا مچھلی کے پیٹ میں یونس مرا نہیں تھا بلکہ اس کا دل حرکت میں تھا۔ نبض چل رہی تھی۔ مشابہت اس امر معجزنما میں ہے نہ کہ تین دن اور تین رات کی مدّت میں جبکہ مسیح نے یہ مدّت بسر نہیں کی بلکہ وہ ایک دن اور دو راتیں زمین کے اندر رہے۔

یہ وہی استدلال ہے جو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے کیا ہے۔

گویا ع آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج

ہندوستان میں عبرانی انجیل کے آثار

مسٹر اکبر مسیح لکھتے ہیں :-

جب کشمیری اور افغان بنی اسرائیل ہوئے اور انہوں نے لبیک کہہ کر اپنے تئیں مسیح کی رسالت پر سو جان سے قربان کر دیا ..... نبی موعود کے حق میں مسیح کی وصیت کو یاد رکھا۔ حتّٰی کہ وہ مسلمان بھی ہو گئے۔ پس ان کے پاس ..... وہ انجیل عیسٰی بھی آنا چاہیئے جس کی تصدیق قرآن شریف نے کی ..... حیرت ہے کہ مرہمِ عیسٰی کو تو آپ نے ڈھونڈ نکالا مگر انجیلِ عیسٰی کا پتہ نہ لگایا۔ (صہ)

اِس کا جواب یہ ہے کہ آثار سے انجیل عیسٰی کے حوالے برابر ملتے ہیں۔

۱۔ اوّل بھوشیہ مہاپران کا حوالہ ملاحظہ ہو اس میں ہے ہمالہ دیش میں عیسٰی مسیح کے ہاتھ میں نیگما یعنی ایک الہامی کتاب تھی اس کی دعائیں خداشناسی کا پتہ دیتی ہیں۔ جیز ز اِن روم (۱۹۵۷ء) صفحہ ۷۶، ۷۷۔

۲۔ دوسری صدی کے وسط میں سکندریہ کا ایک عظیم عالم اور فلاسفر پین ٹے نس ہندوستان میں آیا۔ یہاں عبرانی نسل کے عیسائی تھے اور ان کے پاس عبرانی انجیل تھی۔ اس کا ایک نسخہ واپسی پر وہ اپنے ساتھ لے آیا۔ بعد ازاں چرچ نے اسے غائب کر دیا۔ تاریخ کلیسیا میں یوسی بیوس نے یہ لکھ دیا کہ متی حواری کی عبرانی یا آرامی انجیل تھی جو ہندوستان سے ملی۔ اسے برتلمائی حواری مغرب سے ہند میں لے گیا تھا۔ ثابت یہ ہوا ہے کہ برتلمائی ہندوستان گیا ہی نہیں تھا۔ وہ اہل سبا کا رسول تھا۔ پن ٹی نس نے جس عبرانی انجیل کو ہند میں دیکھا وہ متی کی انجیل نہیں بلکہ انجیلِ مسیح تھی۔

۳۔ صحیفہ یوذ آسف میں انجیل کی تمثیلات اور تعلیمات ملتی ہیں۔ ایک کشف میں بشریٰ یعنی انجیل کا ذکر ہے۔ تعبیر ملاحظہ ہو۔ یوذ آسف کا قول ہے میں نے پرندوں بھرا درخت دیکھا۔ درخت دراصل ایمان اور وہ بشریٰ ہے جس کی طرف میں لوگوں کو دعوت دیا کرتا ہوں۔

۴۔ ابی سعید عالم ہندی سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں ہندوستان کے مشہور شہر اندرونِ کشمیر میں تھا اور میرے ساتھ اور بھی ساتھی تھے جو بادشاہ کے دائیں طرف کرسیوں پر بیٹھا کرتے تھے اور ان کی تعداد چالیس تھی۔ یہ سب کے سب چار کتابیں تورات، انجیل، زبور اور صحفِ ابراہیم

پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر چل پڑا تو ہم نے کہا اس نبی کا ذکر ہماری کتابوں میں موجود ہے (صافی شرح اصول الکافی)

۵۔ ہرات کے قُرب وجوار میں عیسٰی ابن مریم کے پیروؤں کے نام سے ایک قدیم فرقہ آباد ہے جو عام طور پر مسلمان کہلاتے ہیں۔ ان کا دعوٰی ہے کہ حضرت عیسٰی صلیبی موت سے بچائے گئے۔ وہ مسافتِ دُور دراز کے بعد کشمیر میں آئے۔ یوز آسف حضرت مسیح کا نام ہے۔ اِس فرقہ کی تحویل میں مسیح کی باتوں کے نام سے ایک مقدس کتاب موجود ہے[1]

۶۔ پادری برکت اللہ ایم۔ اے اپنی کتاب "تاریخ کلیسائے ہند حصّہ دوم میں رقمطراز ہیں:۔

"دوسری صدی میں پین ٹینس ہندوستان میں آیا۔ عبرانی نسل کے عیسائیوں نے اسے مدعو کیا تھا۔ ان کی تحویل میں انجیل متی کا ایک نسخہ تھا۔ ہندوستان سے ملنے والا انجیل متی کا آرامی نسخہ کس قسم کا تھا؟ آفاتِ زمانہ کے ہاتھوں (ہندوستان جانے والے) علامہ زماں کی کوئی کتاب نہیں بچی ـــــ ممکن ہے کہ محکمہ آثارِ قدیمہ زمانۂ مستقبل میں مصر کے ریگستانوں میں سے اس کی کوئی تصنیف کھود نکالے اور ہم کو ان سوالوں کے جواب مِل جائیں۔ (صـ۲۱)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے رؤیا میں دیکھا:۔

کشمیر میں کسرِ صلیب کے لئے یہ سامان ہؤا ہے کہ کچھ پُرانی انجیلیں وہاں سے نکلی ہیں۔

(تذکرہ ۱۸ر نومبر ۱۹۰۲ء)

پس انتظار کریں آپ کے سوال کا مکمل جواب بھی مِل جائے گا۔

---

[1] AMONG THE DERVISHES BY MICHAEL BURK – LONDON 1973 P. 12

کیا "راستی کی فتح" نہیں وعدۂ خدا (بقیہ صـ۲۸)

اگر چند سَو مربیان کے سامنے عیسائیت لرزہ بر اندام ہے تو اگر ہزارہا داعیانِ الی اللہ میدان میں کُود پڑیں تو عیسائیت کو اپنی صَف لپیٹنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ انشاء اللہ

وقت ہاتھوں سے نکل جائے تو توبہ کیا ہے
رات عصیاں ہی میں ڈھل جائے تو توبہ کیا ہے

دیکھتے رہتے ہیں کچھ لوگ فلک کی جانب
اور پاؤں جو پھسل جائے تو توبہ کیا ہے

توبہ کر کے بھی کوئی عہد شکن، بادہ پرست
بادہ نوشی پہ مچل جائے تو توبہ کیا ہے

ہم سمجھتے ہیں کہ توبہ ہے دُعا کا آغاز
دِل دُعا سے نہ پگھل جائے تو توبہ کیا ہے

ہے بگڑتی ہوئی حالت کے سنورنے کا علاج
ابنِ آدم نہ سنبھل پائے تو توبہ کیا ہے

دِل ہے دریا تو کناروں سے چھلک کر پانی
آنسوؤں میں نہ بدل جائے تو توبہ کیا ہے

اس کی بخشش سے نسیم آپ لپٹنے کے لئے
میری توبہ نہ مچل جائے تو توبہ کیا ہے

جنابِ نسیم سیفی

تربیتی تقریر بعنوان

صد سالہ جشنِ تشکّر کا روحانی پروگرام

(مکرم عبد الرشید صاحب سماٹری - حلقہ دستگیر سوسائٹی - کراچی)

• پس منظر:- صد سالہ جشنِ تشکّر کا بابرکت منصوبہ قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ نے جاری فرمایا جس کا مقصد تمام بنی نوع انسان کو اُمّتِ واحدہ بنانے اور اکنافِ عالم میں احمدیت کے غلبہ کی مہم کو تیز کرنا ہے۔ جو بلی منصوبہ کا اعلان آپ نے جلسہ سالانہ ۱۹۸۱ء کے تیسرے روز کے خطاب میں فرمایا۔

• غلبۂ دینِ حق کی خوشخبری:- حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے غلبۂ دینِ حق کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:-

"خدا اپنے بزرگ نشانوں کے ساتھ اور اپنے نہایت پاک معارف کے ساتھ اور نہایت قوی دلائل کے ساتھ دلوں کو (ــــ) کی طرف پھیر دے گا اور وہی منکر رہ جائیں گے جن کے دل مسخ شدہ ہیں۔ خدا ایک ہوا چلائے گا جس طرح موسمِ بہار کی ہوا چلتی ہے اور ایک روحانیت آسمان سے نازل ہوگی اور مختلف بلاد اور ممالک میں بہت جلد پھیل جائے گی۔ اور جس طرح بجلی مشرق اور مغرب میں اپنی چمک ظاہر کر دیتی ہے اور ایسا ہی اس روحانیت کے ظہور کے وقت ہوگا تب جو نہیں دیکھتے تھے وہ دیکھیں گے۔ جو نہیں سمجھتے تھے سمجھیں گے اور امن سلامتی کے ساتھ راستی پھیل جائے گی۔ یہی رُوح اور مغز ان پیشگوئیوں کا ہے جو مسیح موعود کے بارے میں ہیں۔"

(کتاب البریہ صـ ۳۷)

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ نے ۸۱ ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر فرمایا:-

" اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر فیصلہ فرمایا ہے کہ (ـــ) کی آخری جنگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند کے ذریعہ جیتی جائے گی۔ (ـــ) کا سورج تمام دُنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا اور پھر ہر ملک میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند ہوگا دوسرے سب جھنڈے سرنگوں ہو جائیں گے۔

یہ جنگ شروع ہو چکی ہے اس جنگ کو جیتنے کے لئے ہمیں کہا گیا ہے کہ تم اپنی جانوں اور اپنے مالوں اور اپنی اولادوں کو، غرض ہر اس چیز کو جو تمہاری طرف منسوب ہوتی ہے اور تم اپنے آپ کو اس کا مالک سمجھتے ہو خدا کی راہ میں قربان کر دو تاکہ خدا کی توحید اور آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت انسان کے دل میں بیٹھ جائے۔"

(روزنامہ الفضل ۱۱ جنوری ۷۴ء)

• **منصوبے کا نصب العین:**- ۱۸۸۹ء ہمارے لئے بہت اہم سال ہے۔ بلاشبہ ہم جشن بھی منائیں گے لیکن دوسری صدی کے استقبال کے لئے تیاری کرنا بہت ضروری ہے۔ احمدیہ صد سالہ جشن تشکر منصوبہ کا نصب العین دو الفاظ میں ہے "حمد" اور "عزم" جس کی دو اغراض پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ نے فرمایا:-

" ایک خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گانے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے ہمیں پوری ایک صدی تک نوازتا چلا گیا۔ ہم نے صد سالہ جشن منانا ہے۔ دوسرے ہم نے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کے ساتھ سر جھکاتے ہوئے اپنے اس عزم کا اعلان کرنا ہے کہ اے ہمارے ربّ ہم اپنی کمزوریوں کے باوجود تجھ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ جس طرح ہم نے تھوڑے ہوتے ہوئے پورے ایک سو سال تک تیری راہ میں قربانیاں دیں تاکہ تیرا دین غالب آئے اس کا ایک مرحلہ طے ہو گیا۔ (ـــ) کی جو آخری جنگ ہے اور ساری دُنیا پر (ـــ) نے قیامت تک غالب آنا ہے اسے تاریخ کی ایک کتاب سمجھیں تو اس کا ایک باب اس صدی کے اختتام پر ختم ہوگا اور پھر ایک دوسرا باب کھُلے گا اور ہم نے اپنے ربّ کے حضور اس موقع پر اس عزم کا اظہار کرنا ہے کہ پہلی صدی میں ہم نے بنیادیں بنائیں کچھ عمارتیں بھی کھڑی کیں لیکن ابھی (ـــ) کی عمارت اتنی بلند نہیں ہوئی اور نہ اس میں اتنی وسعت پیدا ہوئی ہے کہ اس میں ساری دُنیا سما سکے۔"

(غیر مطبوعہ)

• **عظیم منصوبہ کے چار اہم اغراض:-** حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے اِس منصوبہ کے جو چار اہم اغراض بیان فرمائی ہیں اس کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے:-

اوّل:- اشاعتِ دینِ حق، اصلاح و ارشاد، تعلیم و تربیت اور دعوتِ اِلی اللہ کے کام کو تیز سے تیز تر کرنا، اور دُنیا کے مختلف ممالک میں بیوت الذکر کی تعمیر، مشن ہاؤسز اور مراکز کا قیام۔

دوم:- قرآن کریم مع تراجم بنی نوع انسان کے ہاتھوں تک پہنچانا یعنی مختلف زبانوں میں ان کے تراجم کرکے۔

سوم:- دُنیا کی ایک سَو زبانوں میں دینی لٹریچر تیار کرکے اس کی اشاعت کا انتظام کرنا۔

چہارم:- ساری دُنیا کو اور ساری نوع انسان کو اُمّتِ واحدہ بنانا۔

• **منصُوبہ کے شیریں ثمرات:-** اِس بابرکت منصوبہ کے تحت جو پھل حاصل ہو رہے ہیں اس کی مختصر تفصیل اِس طرح ہے:-

۱- سویڈن میں بیت الذکر ۲- سویڈن میں جماعت کا قیام ۳- کسرِ صلیب کانفرنس کا انعقاد
۴- سرینگر کشمیر میں بیت الذکر ۵- قیمتی لٹریچر کی اشاعت ۶- اوسلو میں بیت الذکر۔
۷- سپین میں مشن ہاؤس اور بیت الذکر کا قیام ۸- انگلستان میں پانچ نئے مراکز کا قیام۔
۹- کینیڈا میں مشن ہاؤس اور بیت الذکر ۱۰- تعلیمی منصوبہ۔ تمغہ جات کی تقسیم طالبعلموں کے لئے
۱۱- مرکز میں وَسِّعْ مَكَانَكَ پر عمل درآمد ۱۲- بیرون ممالک کے مراکز میں TELEX کا انتظام۔
۱۳- تبلیغی میدان میں فلم کا اہتمام ۱۴- عالمی زبانوں میں تعارفی فولڈرز کی اشاعت و تقسیم۔
۱۵- اٹلی اور جنوبی امریکہ میں بیوت الذکر ۱۶- جاپان مشن کا قیام۔

تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کی بارش برسا رہا ہے۔

• **ہماری ذمّہ داریاں:-** ان افضالِ خداوندی اور ترقیات کے پیشِ نظر ہماری ذمّہ داریاں بہت بڑھ جاتی ہیں اِس لئے امامِ وقت کے ارشاد کو ہردم یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنی مالی قربانیوں کو ان کے کمال تک پہنچاؤ تاکہ دینِ حق ساری دُنیا میں غالب آجائے۔

• **منصوبہ کا روحانی پروگرام:-** ہمارا ایک اَور نہایت ضروری فرض ہے کہ حضورؒ نے اِس منصوبہ کی کامیابی کے لئے ہمیں روحانی پروگرام دیا ہے جس سے ہمیں کبھی غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ روحانی پروگرام یہ ہے:-

۱- ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے۔

۲۔ ہر روز دو نفل نماز ظہر یا نماز عشاء کے بعد ادا کئے جائیں۔
۳۔ کم از کم سات بار روزانہ سورہ فاتحہ غور و تدبر کے ساتھ پڑھی جائے۔
۴۔ ہر روز ۳۳۔ ۳۳۔ ۳۳ بار ان دعاؤں کا ورد کیا جائے:۔

- اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔
- سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔
- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

۵۔ کم از کم گیارہ بار روزانہ یہ دعائیں پڑھی جائیں:۔

- رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔
- اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس روحانی پروگرام پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

علم و معرفت کے روحانی خزائن

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ۱۹۰۶ء میں جو خوشخبری بیان فرمائی اُسے ہر احمدی اور ناصر کو ملحوظ رکھنا چاہیئے اور اپنی زندگی علم و معرفت کے حصول کی مسلسل کوشش کے ساتھ گزارنی چاہیئے۔ حضور اقدس فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا سب بند کر دیں گے اور ہر قوم اِس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا یہاں تک زمین پر محیط ہو جائے گا۔"

اللہ تعالیٰ تمام انصار کو ان روحانی خزائن کے ذریعہ اپنے علم و فضل کو ترقی دیتے چلے جانے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

مجلسِ انصاراللہ مرکزیہ

اِعلان نتیجہ مجموعی مرکزی امتحان اوّل ۱۹۸۸ء

مجلسِ انصاراللہ مرکزیہ کے زیرِ اہتمام علم و فضل میں ترقی کے مرکزی تعلیمی پروگرام کے امتحانی حصّہ یعنی مجموعی مرکزی امتحان اوّل ۱۹۸۸ء میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کُل ۱۲۵۲ انصار بھائیوں نے شرکت کی۔ ان میں سے مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

۱۔ مکرم محمد عبداللہ قریشی صاحب	ربوہ	اوّل
۲۔ " ڈاکٹر چوہدری احمد حسن صاحب چیمہ	گجرات	دوم
۳۔ " ڈاکٹر مورانی نشاد احمد صاحب راٹھور	نوکوٹ	سوم

خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے نمایاں انصار

نیز جن انصار نے اِس امتحان میں ذوق و شوق اور خاص محنت اور توجہ کے ساتھ پرچے حل کر کے خصوصی گریڈ حاصل کیا اُن کے نام بغرض دعا درج کئے جاتے ہیں۔ ان سب انصار کو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے روحانی خزائن پر مشتمل ایک کتاب بطور انعام صدرِ مجلس کے دستخطوں سے جاری کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۔ مکرم میاں محمد لطیف صاحب گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ ۲۔ مکرم ملک نصراللہ خان صاحب خوشاب
۳۔ مکرم چوہدری خوشی محمد صاحب کپورتھلوی۔ اوکاڑہ ۴۔ مکرم قمر الزمان عابد صاحب ناظم آباد کراچی۔ ۵۔ مکرم محمد اسمٰعیل منیر صاحب دارالصدر جنوبی ربوہ۔ ۶۔ مکرم سیّد عزیز حسین شاہ صاحب نصیرہ۔ ۷۔ مکرم ملک لطیف احمد سرور صاحب شیخوپورہ۔ ۸۔ مکرم کوثر باجوہ صاحب اورنگی کراچی
۹۔ مکرم محمد اسلم شاکر صاحب سمن آباد فیصل آباد۔ ۱۰۔ مکرم محمد احمد صاحب دارالصدر غربی ربوہ۔
۱۱۔ مکرم محمود احمد برمی صاحب راولپنڈی ۱۲۔ مکرم چوہدری محمد شفیع صاحب فیروزپوری دارالرحمت شرقی ربوہ

۱۳۔ مکرم سعید احمد خان صاحب واہ کینٹ ۱۴۔ مکرم راجہ نذیر احمد صاحب ظفر ربوہ ۱۵۔ مکرم ریٹائرڈ میجر عبداللطیف صاحب لاہور کینٹ ۱۶۔ مکرم کبیر الدین صدیقی صاحب مارٹن روڈ۔ کراچی۔ ۱۷۔ مکرم بشیر احمد زاہد صاحب راولپنڈی ۱۸۔ مکرم محبوب احمد صاحب جھنگ صدر۔ ۱۹۔ مکرم دلدار احمد صاحب۔ سرفراز رفیقی روڈ لاہور ۲۰۔ مکرم ماسٹر محمد انور صاحب دارالفتوح۔ ربوہ۔ ۲۱۔ مکرم شمس الدین صاحب بورے والہ ۲۲۔ مکرم راجہ بشیر الدین احمد صاحب آف ڈھڈھ رانجھا۔ ربوہ۔ ۲۳۔ مکرم محمد یونس قریشی صاحب سمن آباد۔ لاہور ۲۴۔ مکرم ملک ظہور احمد اعوان صاحب کورنگی۔ کراچی۔ ۲۵۔ مکرم ملک فاروق احمد صاحب وہاڑی ۲۶۔ مکرم مشتاق احمد خان صاحب۔ مارٹن روڈ۔ کراچی۔ ۲۷۔ مکرم چوہدری امان اللہ صاحب۔ اوکاڑہ ۲۸۔ مکرم اشفاق حسین صاحب۔ ملیر کراچی۔ ۲۹۔ مکرم ملک جمیل احمد صاحب ناظم آباد۔ کراچی ۳۰۔ مکرم شیخ کریم الدین صاحب بہاولپور۔

اللہ تعالیٰ مرکزی تعلیمی پروگرام میں شامل ہونے والے تمام انصار بھائیوں نیز نمایاں پوزیشن اور خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے سب دوستوں کو یہ اعزاز مبارک کرے۔ ان کے ذہنوں کو جلاء بخشے اور ان کی صحت وسلامتی میں برکت ڈالے اور زیادہ سے زیادہ اپنی رضاء کی راہوں پر آگے بڑھنے کی توفیق دے۔ آمین

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

انصار کے مطالعاتی و امتحانی پروگرام

حصولِ علم وفضل کے مرکزی تعلیمی پروگرام کے تحت سال کے بقیہ حصہ میں مندرجہ ذیل کتب حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ انصار کے مطالعہ کے لئے مقرر کی گئی ہیں۔ ان کتب کے درس کے اہتمام کے علاوہ گھروں کے اندر بھی ان روحانی خزائن کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے پڑھانے اور سننے سنانے کا عمل جاری رہنا چاہیئے۔

۱۔ ماہِ ستمبر ۸۸ء کتاب "تحفہ قیصریہ" ۲۔ ماہِ اکتوبر ۸۸ء کتاب "چشمۂ مسیحی"
۳۔ ماہِ نومبر ۸۸ء کتاب "مسیح ہندوستان میں" ۴۔ ماہِ دسمبر ۸۸ء کتاب "حقیقۃ المہدی"

نیز دوسرے مجموعی مرکزی امتحان کے پرچے تمام مجالس کو بھجوا دئے گئے ہیں۔ تمام ناظمینِ اضلاع / زعماء اعلیٰ اور زعماء کرام زیادہ سے زیادہ انصار کو اس مرکزی امتحان میں عملاً شریک کریں اور حل شدہ پرچے جلد مرکز کو ارسال کریں۔ اِس مرکزی امتحان کا نصاب درج ذیل ہے:۔

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۲۹ ربع دوم وسوم
۲۔ کتاب الفاخ قدسیہ نصاب حصہ آخر
۳۔ " بنیادی نصاب مکمل
۴۔ " نشانِ آسمانی "

زعماء اعلیٰ اپنی مجلس کے کم از کم پچاس فیصد انصار کو مرکزی امتحان میں شریک کرکے اور ناظمین اضلاع اپنے ضلع کی مجالس کی امتحان میں سو فیصد نمائندگی کے ٹارگٹ کو حاصل کرنے پر خوشنودی کا سرٹیفکیٹ حاصل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سب انصار کو اپنے علم و معرفت میں ترقی کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین ثم آمین

(قیادتِ تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

مقابلہ دینی معلومات اطفال الاحمدیہ

احمدی بچوں میں دینی معلومات حاصل کرنے کا شوق پیدا کرنے کی غرض سے سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ کے موقع پر یک زبانی امتحان لیا جائے گا جس میں اوّل، دوم آنے والے بچوں کو نقد انعام کے علاوہ صدرِ مجلس کے دستخطوں سے سندِ کامیابی بھی عطا کی جائے گی۔ اس مقابلہ کے لئے درج ذیل نصاب ہوگا:۔

۱۔ ترجمہ نماز
۲۔ سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات زبانی یاد کرنا۔
۳۔ آخری پارہ کی کم از کم دس سورتیں یاد کرنا۔
۴۔ دینِ حق کے بنیادی عقائد
۵۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے مختصر حالات۔
۶۔ خلفاءِ راشدین کے مختصر حالاتِ زندگی۔
۷۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مختصر تاریخ۔ احمدیت کی امتیازی شان۔
۸۔ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے حالاتِ زندگی۔
۹۔ نائبین حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مختصر حالاتِ زندگی اور اُن کی جاری فرمودہ تحاریک۔
۱۰۔ دُرِّثمین اور کلامِ محمود سے پندرہ پندرہ اشعار زبانی۔

زعماء کرام اس انعامی مقابلہ کے لئے اطفال کو تیار کروائیں۔ پہلے مقامی اور پھر ضلعی سطح پر مقابلے منعقد کرائے جائیں۔ ہر ضلع سے اوّل، دوم آنے والے اطفال کو مرکزی مقابلہ میں حصہ لینے کے لئے بھجوایا جائے۔

(قیادتِ تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے

"کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے ممکن نہیں کہ خدا ان کو رُسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا ان کا۔ وہ ہر ایک بَلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق ہے وہ دشمن جو ان کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا ان کی حمایت میں ہیں .... جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ اس نے نیکوں کو تباہ اور ہلاک اور نیست و نابود کر دیا ہو بلکہ وہ ان کے لئے بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے اور اب بھی دکھلائے گا۔ وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے اور وفاداروں کے لئے اُس کے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں۔ دُنیا چاہتی ہے کہ اُن کو کھا جائے اور ہر ایک دشمن اُن پر دانت پیستا ہے مگر وہ جو ان کا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے ان کو بچاتا ہے اور ہر ایک میدان میں ان کو فتح بخشتا ہے۔ کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔ ہم اس پر ایمان لائے۔ ہم نے اس کو شناخت کیا۔ تمام دُنیا کا وہی خدا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۹ (کشتی نوح) صفحہ ۱۹، ۲۰)